ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ ذی قعد ۱۳۸۷ھ

۱۶ فروری ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عصرِ حاضر (ارشاداتِ نبوی کے آئینے میں)

ترتیب وترجمہ: مولانا محمد یوسف ماموں کانجن

(۲)

زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دیا جائیگا

عن علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرۃ خصلۃ حلّ بھا البلاء، قیل، وما ھی یا رسول اللہ! قال اذا کان المغنم دولاً، والامانۃ مغنماً، والزکٰوۃ مغرماً، و اطاع الرجل زوجتہ، وعقّ امّہ و برّ صدیقہ و جفا اباہ وارتفعت الاصوات فی المساجد، وکان زعیم القوم ارذلھم، واکرم الرجل مخافۃ شرّہ، وشربت الخمور، ولبس الحریر واتخذت القیات والمعازف ولعن اٰخر ھٰذہ الامّۃ اوّلھا، فلیرتقبوا عند ذالک ریحًا حمرآء اوخسفاً اومسخاً۔ (ترمذی شریف صـ۳۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی اس وقت اُن پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ پندرہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا۔ جب غنیمت دولت بن جائے گی، امانت کو غنیمت کی طرح لوٹا جائے، زکوٰۃ کو تاوان اور ٹیکس سمجھا جائے، مرد اپنی بیوی کا کہا مانے اور ماں سے بدسلوکی کرے، دوست سے وفاداری اور باپ سے بے وفائی برتے، مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں، سب سے کمینہ آدمی قوم کا نمائندہ کہلائے، آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے، شراب نوشی عام ہو جائے، گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان رکھا جائے اور امت کا پچھلا حصہ پہلوں کو برا کہنے لگے۔ اس وقت سرخ آندھی، زمین میں دھنسنے یا شکلوں کے بگڑنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

علماء اور حکّام

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اناسًا من امتی سیتفقھون فی الدین ویقرءون القراٰن، یقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاھم ونعتزلھم بدیننا، ولایکون ذالک کما لایجتنیٰ من القتاد الا الشوک کذالک لا یجتنیٰ من قربھم الا قال محمد بن الصباح کانّہ یعنی الخطایا۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امّت میں ایک جماعت ہوگی۔ جو دین کا قانون خوب حاصل کرے گا اور قرآن بھی پڑھے گی، پھر وہ کہیں گے آؤ ہم ان حاکموں کے پاس جاکر ان کی دنیا میں حصہ لگائیں اور اپنا دین ان سے الگ رکھیں۔ لیکن ایسا نہیں جیسا کہ کانٹے دار درخت سے سوائے کانٹوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ان حکّام کے پاس جاکر بھی گناہوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

دین کی باتوں کو اُلٹ دیا جائے گا

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان اول ما یکفأ۔ قال زید بن یحیی الراوی یعنی الاسلام کما یکفأ الاناء یعنی الخمر، قیل فکیف یا رسول اللہ! وقد بیّن اللہ فیھا ما بیّن؟ قال یسمّونھا بغیر اسمھا فیستحلونھا۔
(رواہ الدارمی۔ مشکوٰۃ شریف صـ۴۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ دین کی سب سے پہلی چیز جو برتن کی طرح الٹی جائے گی وہ شراب ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ہوگا۔ جب کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی حرمت کو صاف صاف بیان فرما دیا ہے؟ فرمایا کوئی اور نام رکھ کر اسے حلال کر لیں گے۔

تباہی کی اصل بنیاد

عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لا الفقر اخشٰی علیکم ولکن اخشٰی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلکم کما ھلکتھم۔ (متفق علیہا)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر و فاقہ کا خطرہ نہیں بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح پھیلا دی جائے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر پھیلائی گئی۔ پھر اس میں تم ایک دوسرے پر اس پر حرص کرنے لگو، جس طرح پہلی امتوں نے حرص کی، پھر وہ تم کو بھی اسی طرح ہلاک کر ڈالے جس طرح اس نے پہلوں کو ہلاک کر دیا۔

نماز

محمد اقبال شاہین ملتان

برائی سے ہر دم بچاتے نماز
سبق بندگی کا سکھاتے نماز
حقیقت میں مومن کی معراج ہے
بشر کو خدا سے ملاتے نماز
تعاون کا جذبہ برابر بڑھے
محبت دلوں میں بڑھاتے نماز
عمارت ہے دیں کی اسی پر کھڑی
کہ مسلم کو کامل بناتے نماز
کلیدِ ارم اس کو کہتے ہیں مومن
جہنم سے شاہیں بچاتے نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ لاہور

خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۶ر ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۶۸ء | شمارہ ۴۱

شیخ التفسیرؒ کا دورۂ تفسیر

جلسۂ تقسیم اسناد کی مختصر رپورٹ

حبیب الرحمٰن اشرف

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ کی پوری زندگی قرآن حکیم کی خدمت میں صرف ہوئی عمر بھر قرآن مجید کو سینے سے لگائے رکھا۔ قرآن پاک کو سمجھنا سمجھانا، سیکھنا سکھانا، پڑھنا پڑھانا اور اس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنا اور عمل کی دعوت دینا آپ کا انتہائی محبوب مشغلہ تھا۔ خدمتِ قرآن کے سلسلے میں آپ کو بے شمار اذیتیں اور تکلیفیں بھی پہنچیں۔ مگر آپ کسی بھی تکلیف و مصیبت کو خاطر میں نہ لائے۔ اور کتاب اللہ کی اشاعت میں برابر مصروف رہے۔ ایسے ہی شیدائی، متبع اور معلم قرآن کو آقائے کل صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہتر آدمی قرار دیا ہے خیرکم من تعلم القراٰن وعلمہ یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حضرت شیخ التفسیرؒ نے کلام اللہ کی جو عظیم خدمت کی ہے وہ موجودہ دور میں اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم اور تبلیغ و اشاعت آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ کو اس کی حد درجہ لگن تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ قرآن شریف کو سمجھیں، اس پہ غور کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ اسی پاک مقصد کے تحت آپ نے عام جلسوں میں، جمعہ کے خطبوں میں اور دیگر بہت سے ذرائع سے مطالب قرآنیہ سمجھانے کے ساتھ ساتھ مختلف طرح کے درس بھی شروع فرما دئے تھے۔ خواص کو قرآن شریف کی تعلیم الگ طرز سے دیتے اور عوام کو سمجھانے کے لئے الگ طریقے اختیار فرما رکھے تھے۔

دینی درسگاہوں سے فارغ التحصیل علماء کرام خصوصاً دارالعلوم دیوبند، ڈابھیل اور ندوۃ العلماء کے فاضلین کو رمضان مبارک، شوال المکرم اور ذی قعدہ میں اس مقدس تعلیم سے بہرہ ور فرماتے۔ اس مدّتِ معیّنہ میں علماء کرام کے لئے جداگانہ طرزِ تعلیم کو "دورۂ تفسیر" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تین ماہ متواتر مستفید ہونے کے بعد ان علماء یعنی شرکاءِ دورۂ تفسیر کا امتحان ہوتا تھا جس میں کامیابی حاصل کرنے والے خوش قسمت علماء کرام کو سندات دی جاتی تھیں۔

آپؒ کے بعد آپ کے جانشین استاذی المکرم حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب انور مدظلہٗ جہاں آپ کے دیگر فرائض و معمولات سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں وہاں آپ کے طریق پر ہر سال طلبۂ علوم دینیہ کو شعبان و رمضان میں دورۂ تفسیر بھی پڑھاتے ہیں چنانچہ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی شعبان المعظم میں دورۂ تفسیر شروع ہوا اور رمضان المبارک کے آخر میں اختتام کو پہنچا۔ اس سال اس جماعت (دورۂ تفسیر) میں ایک سو اسّی کے قریب طلبہ داخل ہوئے۔ شعبان میں صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک اور رات کو ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک اور کبھی ۱۲ بجے تک تعلیم ہوتی تھی۔ رمضان شریف میں سوائے دو تین راتوں کے کہ اُن میں سحری تک سبق پڑھایا گیا صرف رات کو ۸ یا ۹ بجے سے ایک بجے تک سبق ہوتا رہا۔

اس دوران حضرت مولانا انور مدظلہٗ کے اخلاقِ کریمانہ، حسن سلوک، خوش گفتاری اور حلم و تواضع سے خود راقم الحروف اور دیگر شرکاء بہت متاثر ہوئے۔ واقعۃً حق تعالےٰ کا حضرت پر یہ خاص احسان اور کرم ہے کہ آپ کو اخلاقِ حسنہ ایسی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اگرچہ راقم الحروف کو استاذی المکرم سے حضرت شیخ التفسیرؒ کی وجہ سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی مگر آپ کے حسن و اخلاق، بے نفسی اور شیریں زبانی نے عقیدت و محبت میں اور اضافہ کر دیا۔ آپ جیسا خوش خلق شفیق و مہربان، متواضع اور بردبار کسی نے دیکھا ہو تو دیکھا ہو مگر راقم الحروف نے آج تک نہیں دیکھا۔ کبھی کسی طالب علم یا کسی دوسرے آدمی پر اس احقر نے ناراض ہوتے ہوئے انہیں نہیں دیکھا۔ خود راقم الحروف نے بارہا گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کیا (اگرچہ دل میں بے ادبی و گستاخی کا قطعاً ارادہ نہ ہوتا تھا)۔ لیکن حضرت مدظلہٗ کے چہرۂ اقدس پر کبھی غصّہ کے آثار نہیں دیکھے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو قریب بھی نہ پھٹکنے دیتا۔ مگر قربان جائیے جانشین شیخ التفسیر کی عالی ظرفی اور فراخ حوصلگی پر کہ نہ تو کبھی زبان سے اظہارِ ناراضگی فرمایا اور نہ ہی آپ کی جبین مبارک پہ کوئی تیوری کبھی آئی۔ اس درجہ بردباری، قوتِ برداشت اور عالی حوصلگی کو کرامت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ آپ کے "خلق" اور حلم و اخلاص نے عوام و خواص سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ اس عاجز کا مشاہدہ ہے کہ جو آپ کی صحبت میں تھوڑی دیر کے لئے بھی بیٹھا وہ آپ کے اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔

اسی رمضان المبارک میں ایک دور دراز علاقہ کے عالم دین جو حضرت انور مدظلہٗ سے ایک بار پہلے بھی دورۂ تفسیر پڑھ چکے ہیں دوبارہ دورۂ تفسیر میں شریک ہوئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مولانا! آپ تو بہت دور کے ہیں۔ یہاں دورۂ تفسیر پڑھ بھی چکے ہیں۔ پھر دوبارہ اس قدر شدید ٹھنڈ میں اتنے دور دراز سفر کی کیا ضرورت پیش آئی؟ کہنے لگے۔ مولوی صاحب! سب صحیح ہے۔ مگر حضرت کی مربیانہ نصیحتوں، مشفقانہ و مخلصانہ مشوروں اور پیاری پیاری باتوں نے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

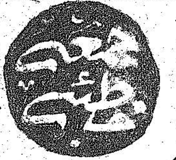
اعتذار

گذشتہ شمارے میں اعترافِ خطاء مثالی اور قابلِ تقلید اقدام کے عنوان کے تحت درج شدہ شذرے میں کاتب صاحب کی غلطی کی وجہ سے ص ۳ کالم ۳ کی آخری سطر غلط درج ہو گئی۔ ہوا یہ کہ کاتب صاحب نے ص ۶ کالم ۳ کی ساتویں سطر "سہو کا اقرار کیا اور تحریر فرمایا ہے کہ" کی جگہ ص ۶ کالم ۱ کی پہلی سطر کاٹ کر ص ۳ پر لگا دی اور اس طرح شمارے میں اعترافِ خطاء کی سرخی کے نیچے دوسری خطا کا ارتکاب ہو گیا۔ اب اس کی تصحیح اس طرح فرما لی جائے:۔

ص ۳ کالم ۳ کی آخری سطر قلمزن کر دی جائے اور یہی الفاظ "حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے" ص ۶ کالم ۳ کی پہلی سطر کے اوپر درج کر لئے جائیں۔

ادارہ کاتب صاحب کی اس غلطی پر اپنے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے۔

ص ۴ پر مجلس ذکر کی سرخی لکھنا رہ گیا تھا وہ بھی تصحیح فرما لی جائے۔



۹ ذی قعد ۱۳۸۷ھ بمطابق ۹ فروری ۱۹۶۸ء

تکمیلِ ایمان، قربِ رسولؐ اور پسندیدگیٔ مالک جلّ شانہ

کے مدارج کا دارومدار

اخلاقِ حسنہ

پر ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی: امّا بعد:
فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم: بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم:۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ٥ (پ ۲۴ س حٰمٓ سجدہ آیت ۳۴)

ترجمہ: اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو گا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

برابر نہیں نیکی برائی کے، نہ برائی برابر نیکی کے۔ کوئی سخت کلام کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس طرح کرنے سے دشمن ہو جاتے ہیں دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں۔ (موضح القرآن)

حاصل یہ ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ نیکی بہر حال نیکی ہے۔ اور بدی۔ بدی ہے۔ نیک بننے کے لئے لازم ہے کہ انسان اچھے اخلاق اپنائے، لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اور دوسروں کو ہمدردیؑ محبت سے اپنا گرویدہ بنائے۔ چنانچہ اس کے لئے پہلا گُر یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ بُرائی کرے تو اس کا جواب برائی سے نہ دو بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کا اچھا جواب دو۔ درشتی کا جواب خاموشی سے اور گالی کا جواب شیریں کلامی سے دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا اور تمہیں دیکھ کر حیرت ہو گی کہ تمہارے اس برتاؤ سے تمہارا دشمن بھی تمہارا گہرا دوست بن جائے گا اور وہی شخص جو تمہیں ستانے پر تُلا ہوا تھا اور اس کی زبان تمہارے خلاف کھُل رہی تھی تمہاری خاطر مدارات کرنے لگے گا۔ چنانچہ آیت بالا میں ایک مسلمان کے رویّے کی نشاندہی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان اور مومن قانت کو مجسمۂ اخلاق اور صبر کا پہاڑ ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنے دشمنوں اور بُرے لوگوں کو بھی اپنے اخلاق اور طرزِ عمل سے متاثر کر سکے اور اسلام کا گرویدہ بنا سکے چنانچہ ظاہر ہے کہ جسے دشمنوں اور برے لوگوں سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آنے کا حکم ہو وہ اپنوں کے لئے تو اور بھی سراپا رحمت و شفقت ہو گا۔

حدیثِ نبویؐ کی شہادت

عن ابی ھریرۃ ان النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال المومن مالف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف۔
(رواہ احمد و بیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن تو الفت و محبت کا مرکز ہے اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے الفت نہیں کرتا اور دوسرے اس سے الفت نہیں کرتے۔

مطلب صاف ہے کہ مسلمان کو محبت و الفت کا پُتلا ہونا چاہیئے حسنِ اخلاق، مروّت، رواداری، مہر و وفا اور صدق و صفا کا سرچشمہ ہونا چاہئے اگر وہ دوسروں سے محبت و الفت سے پیش آئے گا، حسن کردار کا ثبوت دے گا تو دوسرے لامحالہ اس سے محبت کا برتاؤ کریں گے اور عقیدت و الفت سے پیش آئیں گے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اُس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس میں حسنِ اخلاق نہیں وہ کسی طرح انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک محبوب و مقرّب ہو سکتا ہے کیونکہ صحیحین میں شارع علیہ السلام کا یہ واضح ارشاد موجود ہے:۔

خیارکم احاسنکم اخلاقاً۔

نیک اور بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

قیامت کے دن سب سے وزن دار شئے

ترمذی اور ابوداؤد نے ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزن دار شئے اچھا خُلق ہو گا اس سے بڑھ کر اور کوئی شئے بھاری نہ ہو گی اللہ تعالٰے ہر ایک بے حیا، بدزبان سے بُغض رکھتا ہے۔

اچھّے اخلاق والا قیامت کے دن محبوب ہو گا

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص مجھے پیارا اور میرے دربار میں مجھ سے قریب تر ہو گا جو اچھے اخلاق والا ہے۔ مگر چبا چبا کر باتیں بنانے والے، خوش کلامی جتانے والے، اپنی خوش گپّی سے دوسروں کو تھکا دینے والے مجھے ناپسند ہوں گے اور دربار میں دُور تر بھی ہوں گے۔

نتیجہ ان تمام ارشاداتِ نبویہؐ کا یہ نکلا کہ تکمیلِ ایمان، قربِ رسولؐ اور پسندیدگیٔ مالک کے مدارج کا دار و مدار اخلاقِ حسنہ پر ہے۔ اسی لئے اسلام، پیغمبر اسلامؐ اور خود خداوند قدوس جل شانہٗ نے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خلق سے پیش آنے کی الہامی تعلیم دی، پابندی کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کا حکم دیا اور جانوروں تک سے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجلسِ فکر — یکم ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق یکم فروری ۱۹۶۸ء

صُحبتِ صالحین

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ:—

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ○ (کہف ع ۴)

ترجمہ: تُو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تُو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تُو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے۔

بزرگانِ محترم! حضرتؒ اکثر مذکورہ آیت یاد دلایا کرتے تھے اور اس پر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ نشست و برخاست اُن کے ساتھ رکھو جن کی سنگت و یاری نجاتِ آخرت کا ذریعہ ثابت ہو۔

اللہ والوں کی پہچان

اللہ والوں کی پہچان بھی یہی ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھیں تو خدا یاد آئے۔ سو ایسے لوگ جن کی پہچان قرآن نے دی ہے کوشش کر کے ان کی صحبت میسّر آ جائے تو فَھُوَ الْمُرَادُ۔ اگر خدانخواستہ ایسی مجالس میسّر نہ آئیں تو پھر قرآن میں اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ دنیوی کام دھندے ہوں اُن کے لئے تو بے شک اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں لیکن اگر وہ دین سے بیزار ہوں، بے اعتنائی برت رہے ہوں یا معاذ اللہ دین سے استہزاء و تمسخر کی راہ اختیار کئے ہوتے ہوں تو پھر اُن سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کُند

جیسی صحبت ہو گی ویسے ہی انسان کے عمل پختہ ہو جائیں گے۔

صحبت کے اثر پر ایک واقعہ

آپ اندازہ لگائیے کہ یہاں کی نسل کا کوئی شخص اگر لندن میں تولّد ہو، وہیں اس کی تعلیم و تربیت ہو، تو مادری زبان چاہے اس کی پنجابی یا اُردو ہو اور وہ بول بھی لے گا کیونکہ گھر میں وہ زبان بولی جاتی ہے لیکن اس قوم اور ان کی زبان کے ساتھ جو اُسے تعلّق ہوگا وہ یہاں کی زبان سے نہیں ہوگا نہ ہی اس کے اندر یہاں کی خصوصیّات نظر آئیں گی۔ ہمارے دیوار بہ دیوار جناب خادم حسین صاحب بٹ کبھی رہتے تھے۔ اچھے اچھے عہدوں پر ہیں اب بھی۔ اُن کے صاحبزادے پرویز صاحب غالباً کراچی میں ڈپٹی کمشنر وغیرہ لگا ہوگا بہرصورت اُن کے رشتے کی خالہ تھی وہ کہیں افریقہ میں رہتی تھی۔ اُس نے میرے سامنے حضرتؒ سے ایک قصّہ سنایا کہ اُن کے پڑوس میں ایک انگریز جوڑا رہتا تھا جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کو پالنا پوسنا اس انگریز عورت کے لئے بڑا ہی مشکل تھا۔ سخت سردی کے زمانے میں پیشاب پاخانے سے اُس کے کپڑے اگر ناپاک ہو جاتے تو وہ اسی طرح ٹھنڈے یخ پانی کے اندر اُسے غوطہ دے لیا کرتی۔ ان سے اس نوزائیدہ معصوم بچّے کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کر برداشت نہ ہو سکا۔ یہ یقین جانتے تھے کہ دو چار روز میں مر مرا جائیگا ان کے پوچھنے پر وہ انگریز عورت کہنے لگی۔ کہ ولایت میں ہم بچوں کی پرورش کے مخصوص ہسپتالوں میں بچّے داخل کر دیتے ہیں وہیں پرورش ہوتی ہے اور یہاں یہ رپتا ہمیں خود سنبھالنی پڑ رہی ہے اور یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ جیسے ولائتی مرغیاں انڈے دینا جانتی ہیں۔ بچّے نکالنا وہ بھی نہیں جانتیں، سو ولائتی عورتوں کا بھی قریب یہی قصّہ ہے۔

خیر اس نے اُس انگریز عورت سے کہا کہ میری کوئی اولاد نہیں ہے اور میں تو اولاد کے لئے سسک سسک کر مر رہی ہوں۔ اگر تم سے نہیں پالا پوسا جاتا تو تم مجھے ہی دے دو۔ اُس نے کہا میں تو سو جان سے خوش ہو کے تمہیں دوں۔ چنانچہ اس نے دے دیا۔ اس نے سوچا کہ شاید اُس نے مذاق کے ساتھ دے دیا ہو—— لیکن سچ مچ اس انگریز عورت نے پلٹ کے پوچھا ہی نہیں کہ کیا حال ہے؟ اُس لڑکے کا نام محمّد صادق ہے اور یہاں کسی بینک میں وہ آج کل ملازم ہے۔

یہاں محلّے میں یہ بات کسی کسی کو معلوم تھی۔ وہ بچّہ ساتویں آٹھویں میں پڑھتا تھا۔ ہمارے محلّے میں دوسری طرف دیوار بہ دیوار جو گھر ہے انہوں نے کہیں اُس لڑکے کو مذاق میں کہا کہ تم تو وہاں کے رہنے والے ہو اور اس طرح آئے ہو۔ اس کے کانوں میں اس کی "والدہ" نے یہ بات نہیں ڈالی تھی۔ دوسرے دن اس نے اپنی "والدہ" سے پوچھا (جو اس کی والدہ بنی ہوئی تھی) کہ یہ بات ٹھیک ہے؟ تو اس نے کہا نہیں غلط ہے —— اور اس نے آ کر ہمارے گھر میں شکایت کی کہ دیکھو جی میں نے بالکل اپنے بچّوں کی طرح پالا ہوا ہے، کسی کو بات نہیں سنائی اور اس حقیقت کا یا ان کو پتہ ہے یا آپ کے گھر کو پتہ ہے اور اس بچارے کو خلجان میں ڈال دیا ہے۔

اندازہ لگائیے کہ خالص انگریز نسل کا بچّہ اور پرورش پاکستانی خاندان نے کی اور پھر لاہور میں تعلیم ہوئی۔ انگریزی سکول میں پڑھا لیکن وہ بھی جس طرح کہ یہاں کے لوگ غلط بولتے ہیں بالکل اسی لب و لہجہ میں بولتا ہے۔ پنجابی بالکل پنجابیوں کی طرح بولتا ہے لیکن اس کی شکل تھوڑی تھوڑی اُن سے لگّا کھاتی ہے۔

حاصل تو مَیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ماحول دیکھئے اگر ماں

لندن میں ہوتا تو اردو اور پنجابی نہ آتی وہ لاہور میں پروان چڑھا تو اُسے انگریزی نہیں آتی۔ سو یہ ماحول کا اثر ہے۔ اندازہ لگائیے کتنا بڑا اثر ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی اور حضرت اکثر پڑھا کرتے تھے۔ کہ صرف انہی کے ساتھ نشست و برخاست رکھئے جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

کھرا کھوٹا پرکھنے کی کسوٹی

جس طرح کھرا اور کھوٹا سونا پرکھنے کے لئے کسوٹی ہوتی ہے اور اس پر پرکھ کے دیکھ لیتے ہیں کہ کتنا کھوٹ ہے۔ اسی طرح آپ قرآنِ حکیم کی روشنی میں اللہ کے یاد کرنے کے طریق، نشست و برخاست اور زندگی گذارنے کے اصولوں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا ہے۔ اس کے لئے اللہ نے آپ کو قرآنِ کریم کسوٹی کے طور پر دیا اس پر رگڑ کر دیکھ لیجئے۔ جو جتنا قرآن کے قریب ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات ۱۳) اتنا ہی اللہ کے نزدیک قابلِ عزت و تکریم ہے اور میرے اور آپ کے لئے نشست و برخاست کے لائق ہے۔ اور جتنا قرآن سے دُور ہے، نماز سے غافل ہے یا ارکانِ اسلام کی پرواہ نہیں کرتا، اُن پر عمل نہیں یا ذکر اذکار میں کمی ہے اتنا ہی وہ کھوٹا ہے۔

ذکر اذکار اور درود شریف کی تاکید

قرآن بار بار کہتا ہے کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (بقرہ ۱۵۲) انفرادی ذکر ہو یا اجتماعی، اس سے غرض نہیں، درود آپ زیادہ پڑھیں یا اسم ذات کا ذکر زیادہ کریں۔ یہ اپنے ذوق و شوق اور توفیق کی بات ہے۔ لیکن قرآن میں اللہ نے جو فرما دیا۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ تم بھی حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ تو پھر درود تو بہرحال ضروری ہے وہ درود چاہے نماز والا ہو چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کوئی اور ہو یا کوئی سے الفاظ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ، آپؐ کی آل و اولاد پہ اگر سلام بھیج دیا جائے درود بن جاتا ہے۔

لیکن افضل ترین درود صرف نماز والا سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ سو اس کی جتنی توفیق ہو کم ہے۔ استغفار، ذکر و اذکار اور یہ لطائف جو ہیں یہ محض اللہ والوں نے کشف سے دریافت کئے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا حکم تو قرآن میں ہے۔

مقصودِ زندگی

تمام الہامی کتابیں، تمام انبیاء و اولیائے کرام جس کی تبلیغ کرنے کے لئے اور جس طریق کار کو زندہ اور تابندہ رکھنے کے لئے وہ زندہ جاوید ہستیاں دنیا کے اندر آئیں اور چلی گئیں۔ اس کے متعلق قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے خود فرما دیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ (ذاریات ۵۶) کہ جنّات اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد صرف عبادتِ الٰہی ہے ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

تمام مذاہب میں قدرِ مشترک عبادت ہے جیسا کہ سر کو زمین پر رکھ دیتے ہیں کہ اس سے بڑی چیز آپ کے پاس عزت کی نہیں ہے — سر، جس میں علوم ہیں، فنون ہیں، جس سے آپ دیکھتے ہیں، جس سے یادداشت ہے، جس سے گفتگو کرتے ہیں۔ اگر دماغ چل جاتے تو آپ کو کوئی پاس بیٹھنے نہ دے، پھٹکنے نہ دے بلکہ رسی سے باندھ کر مینٹل ہاسپیٹل (MENTAL HOSPITAL) میں ڈال آتے ہیں۔ تو یہ دماغ ہی ہے، یہ علم ہی ہے کہ انسانوں اور جانوروں میں فرق قائم کرتا ہے۔ اُس علم اور دماغ سے کام لینے کے لئے حکم ہے اور وہ علم انبیائے عظام اور اولیائے کرام کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے آپ تک پہنچایا ہے ؎

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

تو اُن علوم میں اوّلیت و علویت الٰہیات کو ہے، دینیات کو، اسلامیات کو، جو مقصودِ زندگی ہے۔

دینی علوم ہی ذریعہ نجات ہیں

میں کہا کرتا ہوں کہ دینی علوم ہی ذریعہ نجات ہیں باقی علوم ثانیاً ہیں، عرفاً ہیں، وہ علوم خود ساختہ ہیں ذریعہ معاش ضرور ہیں۔ لیکن یہ علوم ذریعہ نجات ہرگز نہیں ہیں۔ مثلاً سائنس ہے، تاریخ ہے، جغرافیہ ہے، بے شک انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں لیکن مرنے کے بعد آپ سے نہیں پوچھا جائے گا کہ چاول کس ملک میں کتنا اور کہاں اور کس زمانے میں پیدا ہوا۔ کون سی فصل کس ملک میں کتنی ہوتی تھی؟ کبھی نہیں پوچھا جائے گا۔ کہ آم کن کن خطوں میں ہوتا تھا۔ اور یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس قوم نے کب، کس زمانے میں کہاں اور کیسے زندگی گذاری، کیا اُس نے فتوحات کیں یا انہوں نے ذلتیں اور خواریاں اٹھائیں؟ پوچھا یہی جائے گا۔ مَنْ رَّبُّکَ، مَا دِیْنُکَ، مَنْ نَبِیُّکَ، تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ اور پھر ارکانِ اسلام میں کس قدر پابندی کی توفیق ہوئی؟ اس لئے حقیقی علم تو وہی ہے جو آپ کی نجات کا ذریعہ ہے اور وہ علم ہی ہے جو فرشتوں پر انسان کو فوقیت بخشتا ہے۔ اور مقصودِ زندگی فرشتوں کا، جنات کا، آپ کا صرف عبادت ہے بلکہ یہیں تک نہیں، کُل کائنات کے اندر اصل چیز عبادت ہی ہے۔

کائنات کی ہر چیز ذاکر ہے

وہ جن کو اللہ نے خبر دی ہے اُن کو آنکھوں سے نظر آتے ہیں جمادات، نباتات، چرند، پرند عبادت کرتے ہوتے ان کو آنکھوں سے نظر آتے ہیں۔ پتے خدا کی عبادت کرتے ہوتے — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی اکھاڑ کر کے ایک معذّب کی قبر پر رکھ دی کہ جب تک یہ پتے ذکر میں مشغول رہیں گے۔ اس وقت تک اس صاحبِ قبر سے اللہ تعالےٰ کا عذاب ٹلا رہے گا۔ ذرا خیال فرمائیے۔ اس لئے ہر مخلوق خدا کی ذاکر و شاکر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اور آپ نہ سن سکتے ہوں لیکن اللہ تعالےٰ نے ان پودوں کے مثلاً پوتے اور بیٹے بنائے ہیں، اُن کی بھی نسلیں ہیں کوئی نر ہے کوئی مادہ ہے۔ اسی طرح اللہ نے انسانوں کو بھی بنا دیا حسب تخلیق وہ زبانِ حال سے ذاکر ہیں۔ لازم ہے کہ انسان زبانِ قال سے ذاکر رہے سو وہ اپنی زبان میں عبادتِ الٰہی میں مست ہیں۔

ہمارے دادا پیر حضرت امروٹیؒ کے ایک خادم کا کشف

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کو قدرت ہے کہ جس کو چاہیں نواز دیتے ہیں اور حقیقت کا کشف عطا فرما دیتے ہیں۔ حضرت

صُلحاءِ اُمّت کے عملی کارنامے

جامع شریعت وطریقت وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہ

شیخ الاولیا سردار الصلحاء حضرت علی بن احمدؒ کی پانچ نصیحتیں۔

نمبر۱ نوافل کو محبت اور محنت کے ساتھ بکثرت پڑھو۔ جیسے فرائض ادا کیئے جاتے ہیں۔

نمبر۲ گناہوں سے اس طرح بچو جس طرح کفر سے بچنا چاہیئے۔

نمبر۳۔ شیطانی خواہشات کو زہر کی طرح مہلک سمجھو۔

نمبر۴ لغو اور بے ہودہ مجالس سے اس طرح بچو۔ جس طرح آگ سے بچا جاتا ہے

نمبر۵۔ خوراک بقدر ضرورت استعمال کرو یعنی اندھا دھند بے تحاشا جانوروں کی طرح پیٹ بھرنے کی کوشش نہ کرو عارف کامل حضرت ابوالحسن علی بن احمد کی وفات منگل کے دن ۴۷۰ھ میں ہوئی ص۱۵۰ جلد حضرت عارف کامل ابوالحسنؒ بہت بڑے زاہد اور علم دوست بزرگ تھے۔ ان کے پاس ایک دفعہ وزیر سلطنت اور امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین نے تقریباً بیس ہزار روپیہ بھیجا۔ جناب نے اسی روپیہ سے ایک مسجد تعمیر کروائی اور کتابوں کا ذخیرہ خرید کر کے مسجد میں وقف کر دیا۔

نوٹ بے شک اولیاء کرام نے زہد اور تقویٰ کی برکات سے ایمانداروں کے قلوب منوّر کیئے اور اطرافِ عالم میں اسلام کی نشرواشاعت ہوئی۔ سلطان المشائخ امیرالمجاہدین مجاہد کبیر شیخ التفسیر سیدی ومرشدی حضرت مولانا احمد علیؒ کو جب حکومت برطانیہ نے دہلی سے جلاوطن کر کے لاہور میں نظر بند کیا تو آپ اکیلے اور تنہا ہی تھے۔

شیرانوالہ دروازہ کے باہر جب کنواں کی چھوٹی سی مسجد میں نماز صبح کے بعد درس قرآن شروع فرمایا تو صرف ایک ہی آدمی سننے والا تھا لیکن جب دنیا سے روانہ ہوئے تو چار ہزار سے زیادہ متند علماء ان سے علم تفسیر پڑھ کر فیض یاب ہوئے جب نظر بندی کے وقت ایک ورق بھی پاس نہ تھا۔ لیکن روانگی کے وقت بہت بڑا کتب خانہ چھوڑ کر گئے۔ جب تشریف لائے تو اکیلے اور بے سرو سامان تھے

لیکن روانگی کے وقت چار ہزار متند اور جید علماء کرام کو علم تفسیر سے فیض یاب کرنے کے علاوہ ایک ایسی جماعت تیار فرما کے گئے جن کی سرپرستی میں تبلیغ و اشاعت اور دینی تعلیم کا کام بہترین معیار پہ چل رہا ہے۔ مدرستہ البنات کی ہزار بچیاں علم وہنر کے زیور سے آراستہ ہو کر اپنے خاندانوں کی اصلاح کا ذریعہ بن رہی ہیں اور تقریباً پانچ سو لڑکی اس وقت تعلیم وتربیت کے ذریعے سعادت ابدی حاصل کر رہی ہیں۔ دراصل اس مدرسہ میں تعلیم پانے والیاں نہایت اعلیٰ اور بہترین درجہ پہ دخترانِ اسلام اور خواتین مملکت کے لیے علم وعمل کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہیں۔ الحمدللہ کہ روزانہ نماز صبح کے بعد حضرت شیخ التفسیر کے فرزند سعادت مند مولانا حافظ قاری الحاج پیرطریقت مولوی حمید اللہ صاحب درس قرآن مجید دیتے ہیں اور ذکر الٰہی کا سلسلہ اور روحانی تربیت کا کام قادری خاندان کے مسلک کے مطابق حضرت مولانا قاری مولوی الحاج عبیداللہ انور صاحب کی سرپرستی میں جاری ہے روحانی تربیت کے ساتھ تعلیم اور تبلیغ کا کام بھی بہترین معیار پہ ہو رہا ہے۔ مختلف مسائل پہ تقریباً دس لاکھ رسالہ جات پاک وہند اور بیرونی دنیا میں شائع کیئے جا چکے ہیں ایک رسالہ ہفت روزہ خدام الدین بھی جاری ہے۔ جس کی ماہانہ اشاعت سب پرچوں سے زیادہ ہے۔

حافظ الحدیث شیخ الصلحا حضرت عثمان ہمدانی نے ۵۴۰ھ میں وفات پائی قرآن مجید کی تلاوت نہایت ہی کثرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ رات کا اکثر حصہ نوافل اور قرآنِ پاک کی تلاوت اور احادیث نبویہ لکھنے میں صرف فرمایا کرتے تھے ایک رات میں انہیں اس لیے چراغ نہیں دیا گیا تاکہ کم از کم ایک رات ہی آرام سے خوب اچھی طرح سو سکیں لیکن عارف کامل حضرت شیخ ہمدانی نے صبح صادق تک نوافل اور تلاوت قرآن میں ختم کر دی۔ ص۱۵۳ جلد۷

حافظ الحدیث شیخ الاسلام حضرت عبدالغنی بن عبدالواحد ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک لاکھ سے زیادہ احادیث انہیں یاد تھی۔ اور جمعہ کے دن دمشق کی جامع مسجد میں حدیث کا درس دیتے رہتے تھے تقریر اتنی زیادہ موثر ہوا کرتی تھی کہ سننے والے زاروزار رویا کرتے تھے۔ میرے پہلے پیرو مرشد سلطان المشائخ حضرت مولانا الحاج غلام حسن صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حسن آباد ضلع مظفرگڑھ کوٹ لعل عیسن والے۔ ان کی تقریر میں بھی حاضرین پہ اتنا اثر ہوا کرتا تھا۔ کہ زارو قطار دھاڑیں مار مار کر روتے اور توبہ کیا کرتے تھے حضرت شیخ ہمدانی سورج نکلنے سے دوپہر تک چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ فاتحہ کے بعد معوذتین پڑھا کرتے تھے دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے مغرب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ چونکہ اکثر روزہ سے رہتے تھے تو مغرب کے بعد کچھ دیر آرام کر کے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے نوافل تہجد میں وضو کے ہوتے ہوئے بھی چھ سات دفعہ جدید وضو کیا کرتے تھے۔ بدعت کے اتنے سخت مخالف تھے کہ بدعتی کو ملاقات کے وقت اٹھ کر ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ منکرات کے مٹانے کا جذبہ نہایت تیز تھا۔ ایک دفعہ شراب کے بہت بڑے مٹکے توڑ ڈالے شراب کا مالک ننگی تلوار لے کے حملہ آور ہُوا تو حضرت شیخ نے بہت بڑی بہادری کے ساتھ اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ ایک دفعہ انہیں معلوم ہوا کہ فلاں برج میں ساز اور مزامیر گانے بجانے کا سامان رکھا ہوا ہے تو وہاں پہنچ کر سب توڑ ڈالے۔ حکومت نے گرفتاری کا ارادہ کیا لیکن ذلت کے ساتھ ناکام رہی۔ باطل پرستوں نے بیس ہزار روپیہ ان کے قتل کروانے کے لیے تقسیم کیا لیکن بری طرح ناکام رہے۔ بائیسویں ربیع الاول ۶۰۰ھ میں وفات پائی۔ کچھ مدت مصر میں بھی قیام فرمایا۔ خدمت خلق اور سخاوت کا جذبہ بہت بلند تھا۔ رات کو اپنے کندھے پہ آٹے کی بوریاں اٹھا کر غربا کے گھروں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے مرض الموت میں اپنے فرزند سے فرمایا کہ مجھے وضو کروا دو۔ اور امام بن کر تھوڑی قرآت کے ساتھ نماز کروا دو حضرت ہمدانی نے نماز صبح

کے وہ فرض جماعت کے ساتھ ادا فرمائے سورج نکلنے پہ مزاج پرسی کے لیے احباب کی آمد شروع ہوئی۔ اور مختلف قسم کی باتیں مجلس میں ہونے لگیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ لغو باتیں چھوڑ دو اللہ کا ذکر کرو اور اپنے فرزند سے فرمایا کہ سورۃ یاسین سناؤ۔ سورۃ یاسین کے ختم ہونے پہ کلمہ طیبہ، زبان پہ تھا کہ روح جنت میں پہنچ گئی۔

ایک عارف کا خواب

عارف کامل محدث جلیل حضرت عبدالرحیم کو کسی عارف کامل نے خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ موت کے بعد آپ کہاں پہنچائے گئے فرمایا کہ میں جنت عدن میں ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ شیخ الاسلام حضرت عبدالغنی کس مقام میں ہیں فرمایا کہ ان کے لیے جمعہ کی رات کو عرش کے قریب کرسی رکھ دی جاتی ہے اور وہ اس کرسی پہ عزت اور وقار کے ساتھ بیٹھ کر صلحاء کرام اور ملائکۂ کرام کو احادیث رسول ؐ سناتے ہیں اور پھر فرشتے ان پہ موتی برساتے ہیں۔ ص ۱۶۵ جلد ۴

امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضؓ نے چھبیس برس کی عمر میں جب اسلام قبول کیا تو ہجرت سے پہلے تیرہ برس کے اندر ایک لاکھ روپیہ مصارف خیر میں خرچ فرمایا۔ اور جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو پھر ملکی اور ملّی ضرورتوں کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ فرمایا۔ ایک دفعہ ایک سائل نے حاضر ہو کر سوال کیا لیکن مایوس ہو کر واپس گیا۔ جب وہ تیسری دفعہ حاضر ہوا تو کہنے لگا۔ یا تو مجھے کچھ دے دیجئے یا بخیلوں کی طرح انکار کر دیجئے تاکہ میں بار بار آنے کی زحمت نہ اٹھاؤں۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا کہ بخل سب سے بڑی بیماری ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مرض سے بچائے۔ تو نے جتنی دفعہ سوال کیا میں ہر موقعہ پر ایک ہزار روپیہ دینا چاہتا تھا لیکن نہ ہونے کی وجہ سے خاموش رہتا تھا۔ اب میرے پاس روپے آ چکے ہیں۔ تین ہزار روپیہ سائل کو دے کر رخصت کیا۔ (ص ۱۶۶ ج ۴)

شفاعت روزِ قیامت

جو شخص اذان سن کر وسیلہ والی مشہور دعا پڑھے، اس کو قیامت کے دن شفاعت نصیب ہوگی۔ اسی طرح اگر یہ دعا بھی پڑھے تو

باقی ص ۱۲ پر

حجیّتِ حدیث

حسین احمد سرحدی۔ خیر المدارس ملتان

(گذشتہ سے پیوستہ)

۲۔ الزائد فی کتاب اللہ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔ دوستو! اسلاف صالحین نے جو قرآن و حدیث کی تفسیر اور تشرح کی ہے اگر اس پر تم نے عمل کیا اور اپنایا تو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ گمراہی کے گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

۳۔ المتسلط بالجبروت جبر کے ساتھ اقتدار حاصل کرنے والا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضؓ اپنے خادم کے ہمراہ شام کو جا رہے تھے سواری ان کے پاس صرف ایک تھی۔ باریاں تقسیم ہوئیں ایک میل خادم سوار ہوتے تھے اور ایک میل امیر المومنین سوار ہوتے تھے خدا کی قدرت دیکھئے جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو خادم کی باری آئی۔ خادم نے بہت اصرار کیا کہ حضرت آپ سوار ہو جائیں میرے لئے مناسب نہیں ہے لیکن وہ نہ مانے۔ آگے ان کے استقبال کے لئے حضرت عبداللہ بن جراح تشریف لائے تھے۔ عرض کیا حضرت کوئی عمدہ لباس پہن لیں پیوند شدہ کرتہ کو نکال دیں کیونکہ یہ لباس آپ کو اچھا نہیں لگتا۔ تو حضرت عمر رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام جیسے زیور کے ساتھ زینت و عزت بخشی ہے اگر ہم غیر اسلام میں اپنی عزت تلاش کریں گے تو یہ عزت ہماری چھن جائے گی۔ آخر کار اسی پیوند شدہ کپڑوں کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ جب بیت المقدس والوں نے ان کو دیکھا تو جو علامات ان کی کتابوں میں حضرت امیر المومنین کے بارے میں تھیں عین مطابق پایا۔

۴۔ المستحل من عترتی اس کے دو مطلب ہیں۔ ۱۔ میری اولاد میں سے ہو کر حرام کو حلال سمجھنے والا۔ کیونکہ جب پاسبانِ رسالت بھی خائن ہو جائے تو دیانت کے لئے کون آئے گا۔ ۲۔ میرے نقش قدم پہ چلنے والے کی ایذا کو حلال سمجھنے والا۔

۵۔ المستحل لحرم اللہ اس کے بھی دو مطلب ہیں۔ رقیہ حرم شریف کو حلال سمجھنے والا یا مطلق حرام کو حلال سمجھنے والا۔

۶۔ التارک لسنّتی میری سنت کو ترک کرنے والا۔

سوال نمبر۱ چونکہ حدیث کے لکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا اس لئے قابل قبول نہیں ہے۔

جواب نمبر۱ لکھنے کا اہتمام تب ہوا جب ایمان میں کمزوری محسوس ہوئی۔ پہلے چونکہ ان کے ایمان کامل تھے اس لئے اہتمام کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ سوال نمبر۲ حدیث پر عمل کرنے سے چونکہ امت میں اختلاف ہوتا ہے اور جس میں اختلاف ہو اس کا ترک اولیٰ ہوتا ہے۔ جواب نمبر۲ حدیث کے انکار کرنے سے کیا امت میں اختلاف نہیں ہوتا؟ ضرور ہوتا ہے بلکہ خود منکرین حدیث میں بھی بہت اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک نمازیں تین ہیں بعض کے نزدیک چھ۔ بعض کے نزدیک ہفتہ میں ایک نماز بلکہ ایک صاحب نے تو ترقی کر کے طلوع اسلام میں لکھ دیا ہے کہ نماز کے لئے وضو کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ پرندے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں لیکن ان کا وضو نہیں ہوتا ماشاء اللہ حضرت نے خوب تحقیق کی۔ اب انسانوں کو عنقریب جانور اور پرندے بنانے والے ہیں۔

دلیل نمبر۳۔ اجماع امت۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اب تک حدیث پر عمل کرنا دلیل ہے کہ یہ مجمع علیہ ہے۔

دلیل نمبر۴۔ عقل سے بھی ثابت ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا موجود ہو اور اس میں کچھ ملاوٹ بھی ہو تو نادان سے نادان آدمی سارے سونے کو نہیں پھینکتا بلکہ اس کے ملاوٹ کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بمنزل سونا کے ہے اگر اس میں بعض احادیث ضعیف یا موضوع شامل ہو تو ان کو نکالنے کی کوشش کی جائے نہ کہ سارے ذخیرۂ حدیث کو پس پشت ڈال دیا جائے اور اب جبکہ

(باقی ص ۱۲ پر)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر پسندی اور سخاوت

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

مرتبہ: محمود احمد عارف

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیْ جِبَالُ الذَّھَبِ جَآءَنِیْ مَلَکٌ وَ اِنَّ حُجْزَتَہٗ لَتُسَاوِی الْکَعْبَۃَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ وَ یَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا وَ اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلِکًا۔ فَنَظَرْتُ اِلٰی جبریل علیہ السلام فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَکَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے عائشہؓ! اگر مَیں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کرتے میرے پاس (ایک دفعہ) ایک فرشتہ آیا۔ اس کی کمر (بھی) ایسی (بڑی نظر آرہی) تھی جیسے کعبہ شریف کے برابر ہو۔ وہ کہنے لگا کہ آپؐ کے پروردگار نے آپؐ کو اپنی سلامتی کا پیغام بھیجا ہے اور یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو "نبی عبد" رہو، اور اگر چاہو تو "نبی بادشاہ" ہو جاؤ۔ مَیں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ اپنے آپ کو متواضع رکھیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے پروردگار نے یہ چیز پیش فرمائی کہ بطحا کا سارا علاقہ آپ کے لئے سونا بنا دوں۔ مَیں نے عرض کیا — اے پروردگار! مَیں تو وہ زندگی چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور دوسرے دن نہ کھاؤں اور بھوکا رہوں۔ تاکہ بھوک کے وقت تیرے سامنے گڑگڑاؤں اور تجھے یاد کروں۔ اور جب سیر ہوؤں تو تیری حمد (تعریف) بیان کروں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے وہ زندگی پسند فرمائی۔ جو ہر انسان اختیار کر سکتا ہے — فقیر و امیر یکساں طور پر ایسی زندگی کو اپنا سکتے ہیں۔ اگر کوئی غریب ہے پاس کچھ نہیں، خالی پیٹ ہے تو وہ بارگاہِ خداوندی میں گڑگڑاتے، اسی سے رزق طلب کرے، اسی کے سامنے اپنی حاجات پیش کرے، اسی پر نظر رکھے غیروں کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ ایسا کرنے سے ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ یہ سنّت ہے۔ اور اگر کوئی مالدار ہے تو کھا کر حق تعالےٰ کا شکر ادا کرے۔ جیسا آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔ بلکہ مالدار تو دونوں طرح عمل کر سکتا ہے۔ کیونکہ بھوکا رہنا اور پیٹ بھرنا اس کے اختیار میں ہے۔ ایک دن سیر ہو کر کھاتے اور شکر کرے۔ دوسرے دن بھوکا رہ کر عاجزی کرے اور اللہ کو یاد کرے۔

(اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ طریق اختیار کرتے جو متمول کر سکتے ہیں تو پھر سب کے لئے سنّت پر عمل مشکل ہو جاتا مگر آپ نے وہ طریق اختیار کیا جس پر شاہ بھی عمل کر سکتا ہے اور گدا بھی)

حقیقت یہ ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیاوی مال و اسباب کی کوئی وقعت نہ تھی۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ اور پوری امّت کو دنیا کی محبت سے منع فرمایا ہے۔

آپؐ کے پاس جو کچھ آتا وہ راہِ خدا میں خرچ فرما دیتے۔ اس طرح عملاً اس کی ترغیب دیتے رہے اپنے پاس جمع نہ رکھتے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ مجھے اتنی بکریاں دے دو کہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان آ جائیں۔ (ظاہر ہے کہ پہاڑیاں کتنی ہی قریب کیوں نہ ہوں مگر ان کے درمیان بہت بکریاں آئیں گی) آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس کو اتنی بکریاں دے دو۔ سائل اتنی ہی بکریاں لے گیا اور جا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ۔ (حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا اندیشہ تک نہیں ہے (مشکوٰۃ ص۵۱۹) یعنی اگر کوئی بادشاہ بھی ہو تو اس کو بھی یہ خیال ضرور آئے گا کہ میرے خزانوں میں کبھی کمی آ جائے گی۔ مگر آپ اتنا دیتے ہیں کہ کمی کا کوئی خدشہ ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

آپؐ نے اپنے محبوب صحابی حضرت حضرت بلالؓ سے ارشاد فرمایا۔ بلالؓ! خرچ کرتے رہو عرش والے سے یہ خیال نہ کرو کہ کمی آ جائے گی۔

آپؐ کی ازواج مطہرات کا بھی یہی حال تھا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سال بھر کے خرچ کے لئے عنایت فرماتے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ نہ ملتا تو صبر کرتیں، ملتا تو شکر کرتیں۔

آخر دنوں میں آپؐ کے پاس کافی مال آنے لگا تھا تو آپؐ نے اعلان فرما دیا کہ جو مقروض مرے اس کا قرض مَیں ادا کروں گا۔ مگر ساتھ ہی اپنا یہ حال تھا کہ کئی کئی دن گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔

ایک دن گھر میں کافی گوشت آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔ جب گھر میں تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ کچھ بچا ہوا ہے۔ عرض کیا گیا کہ سب راہِ خدا میں تقسیم کر دیا گیا سوائے ایک ذراع (دست بونگ) کے کچھ نہیں بچا — آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم خفا نہیں ہوئے بلکہ ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا جو ہر مسلمان کو سامنے رکھنا چاہیے کہ "سب بچا ہوا ہے سوائے ایک ذراع کے" یعنی جو کچھ تم نے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ سلوک

بقلم: الاستاد عبدالمنعم حسن الارفوی ——— ترجمہ: باقر جامی، بہاولپور

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و فضائل سے متعلق احادیث لاتعداد ہیں۔ امتداد زمانہ ان کی جدت پہ کوئی اثر نہیں ڈال سکا اور نہ ہی گردش ایام ان کی لذت و حلاوت کو کم کر سکی ہے۔ یہی وہ اقوال ہیں جن سے مسلمانوں کے ایمان تازہ اور نفوس طاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانی فضائل حضورؐ کی شخصیت میں یکجا کر دیئے ہیں اور آپؐ اس شعر کے صحیح مصداق ہیں ؎

خلقت مبرأ من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاءُ

اللہ تعالیٰ نے بڑے پُرشکوہ لفظوں میں آپؐ کے اوصاف نمایاں کئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور آپؐ کا اپنے حسب و نسب کے بارے میں یہ ارشاد ہے۔ ان اللہ اصطفانی من ولد ابراھیم و اسمٰعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ قریشاً واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم

اس میں کیا شک ہے کہ کردگارِ عالم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی اشاعت اور لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس وقت جبکہ عالم پر سیاہ گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور ظلمت کفر سے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ آپؐ آفتاب جہانتاب بن کر طلوع ہوئے اور کائنات کے ذرہ ذرہ کو تاباں و درخشاں کر دیا۔

غزوۂ بنو المصطلق میں آپؐ دشمنوں سے جس طرح پیش آئے اور ان سے جو شفقت آمیز سلوک کیا اس سے آپؐ کی عالی ظرفی و بلند مزاجی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جب بنو مصطلق اپنا مال و منال اور اہل و عیال چھوڑ کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان پر قبضہ کر لیا تو سردار قبیلہ حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی برہ جو قید ہو کر قیسؓ بن ثابت کے حصے میں آئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہوں مگر اب میرا شمار قیدیوں میں ہے۔ مجھے اتنی مقدرت نہیں کہ اپنے واسطے گراں بہا آزادی حاصل کروں آپؐ ہی میری مدد کیجئے۔ اس تقریر سے متاثر ہو کر آپؐ نے فوراً قیسؓ ابن ثابت کو روپیہ ادا کر کے برہ کو آزادی دلائی۔ اور خود نکاح کر لیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدی اس خیال سے کہ اب یہ لوگ ہمارے پیغمبرؐ کی بیوی کے بھائی بند ہیں۔ اس لئے ان کا قید رکھنا بے ادبی ہے آزاد کر دیئے یہ دیکھ کر بہت سے بنو مصطلق مسلمان ہو گئے۔

اس طرح صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی صلح پسندی اور دور اندیشی کی زبردست دلیل ہے۔ اگرچہ یہ صلح بہت سے مسلمانوں کو جنہوں نے صرف ظاہر پر قیاس کیا سخت ناگوار ہوئی۔ مگر اللہ نے اس صلح کو مسلمانوں کے لئے فتح مبین قرار دیا اور پوری سورہ فتح نازل کی انا فتحنا لك فتحاً مبیناً حضرت ابوبکرؓ نے بھی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر فرمایا تھا ما کان فتح فی الاسلام اعظم منہ فتح الحدیبیہ۔

صلح حدیبیہ کی مصلحت یہی تھی کہ قریش کی ان معاندانہ کوششوں کو جو اب تک اسلام کے مٹانے میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ ہو رہی تھیں آپؐ نے نہایت استقلال و شجاعت سے دفع فرمایا تھا۔ کیونکہ جنگِ خندق کے بعد یہ جان کر اب قریش میں لڑنے کی طاقت بہت کم باقی ہے۔ آپؐ کو یہ اُمید پڑی کہ اب اگر ان کو مسلمانوں سے ملنے جلنے اور اسلام کے دینی و دنیوی برکتوں پر غور کرنے کا موقعہ ملا تو ان کے سخت دل نرم ہو جائیں گے جہالت اور تعصب کے پردے جو آنکھوں پر پڑے ہوئے ہیں اُٹھ جائیں گے اور اسلام کی حقیقت اور اس کے بانی کی کیفیت آئینہ ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی سال میں سینکڑوں قریش آپؐ کے اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر نورِ اسلام سے روشن ہو گئے۔

اس صلح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فراخ دلی اور بردباری کا ثبوت دیا۔ اس کی تفصیل بھی ذرا سن لیجئے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حدیبیہ میں پہنچے تو قریش سے کہلا بھیجا کہ ہم لڑنے کے ارادے سے ہرگز نہیں آئے ہیں۔ ہم کو خانہ کعبہ کی زیارت کر لینے دو۔ قریش نہ مانے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس بھیجا۔ مگر قریش کب ماننے والے تھے۔ حضرت عثمانؓ سے کہنے لگے بس تم زیارت کر لو اور کسی کو ہم اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں حضورؐ کے بغیر زیارت نہیں کروں گا۔ اس پر قریش کو غصہ آ گیا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو فوراً قید کر لیا۔ لشکر اسلام میں یہ خبر اُڑ گئی کہ حضرت عثمانؓ کو قریش نے شہید کر ڈالا ہے۔ حضورؐ یہ سن کر بہت ملول ہوئے اور درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہؓ سے بیعت کے لئے فرمایا۔ اس بیعت کا نام "بیعت رضوان" ہے قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو انہوں نے سہیل ابن عمرو کو صلح کا پیغام دے کر بھیجا صلح ان باتوں پر منحصر تھی۔

۱۔ چار برس تک لڑائی موقوف رہے اور سب لوگ امن و امان میں رہیں اگر کوئی قریش مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو مسلمان اس کو واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائے تو قریش اس کو واپس نہ کریں گے۔

۲۔ اس سال آپ حج و عمرہ کو نہ آئیں ہاں آئندہ سال قضا کر لیں مگر تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہریں اور ایک ایک تلوار کے سوا کسی کے پاس کچھ نہ ہو۔

۳۔ جو لوگ قریش سے عہد کرنا چاہیں مسلمان اس میں دخل نہ دیں اور اسی طرح جو قبائل مسلمانوں سے عہد کرنا چاہیں قریش کچھ تعرض نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شرائط کو منظور فرما لیا اور صحابہؓ کو کبیدہ خاطر دیکھ کر فرمایا کہ جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں مگر ابھی تک قریش کے پنجۂ ظلم سے آزاد نہیں ہوئے وہ انشاء اللہ جلد نجات پا جائیں گے اور جو کوئی اِدھر سے بھاگ کر قریش سے مل جائے اور وہ اس کو واپس نہ کریں گے تو اس میں کیا حرج ہے۔ ایسے شخص کو جو ہمارا ساتھ چھوڑ کر مرتد ہو جائے ہم لے کر کیا کریں گے۔

اس معاہدہ کے بعد قریش مکہ نے متعدد بار عہد شکنی کی مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایفائے عہد کرتے رہے۔ چنانچہ بصیر ابن

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

ظہیر الحق ایم اے —— مرسلہ: ملک فاروق

آج سے تیرہ سو ستاسی سال پہلے وادیٔ حرم محترم میں فاران کی چوٹی سے آفتاب اسلام طلوع ہوا۔ اس وقت دنیا ہی نہیں بلکہ اصل مرکز توحید بھی اصنام پرستی کی گندگی میں ملوث تھا۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت نصب تھے جن کی برملا پرستش کی جا رہی تھی۔ حق اور خدا پرستی کا انتہائی فقدان تھا۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا بلند ہوئی۔ اس صدا پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی ذات حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی تھی۔ جنہوں نے بالغ مردوں میں سب سے پہلے آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ شاعر اسلام حضرت حفیظ جالندھری شاہنامۂ اسلام میں اس وقت کو نظم کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ابوبکرؓ آئے ان کو بھی یہی پیغام پہنچایا!!
خدا کے دین کی تلقین کی اسلام پہنچایا!!
کہا مجھ کو مرے رب نے نبوّت دے کے بھیجا ہے
ہدایت دے کے بھیجا ہے شریعت دے کے بھیجا ہے
میں آیا ہوں کہ بندوں کو خدا کے در پہ لے جاؤں
نجاتِ دنیوی و اخروی کی راہ دکھلاؤں
کہا ابو بکرؓ نے سرکار آمنّا و صدقنا
مرے مالک مرے مختار آمنّا و صدّقنا
مرے ماں باپ آل اولاد قربان اس شریعت پر
محمدؐ کے خدا اور محمدؐ کی رسالت پر
یہ کہہ کر جھک گئے ابو بکرؓ چومے ہاتھ حضرتؐ کے
لگے پھر خدمتِ تبلیغ کرنے ساتھ حضرتؐ کے

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کی نشر و اشاعت کے لئے جدوجہد کر دی۔ چنانچہ آپ کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ بن عبداللہ جو اسلام کے تاباں اور درخشاں جواہر ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت ابو سلمہؓ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص بھی آپ ہی کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

مکہ معظمہ میں ابتداء میں جن لوگوں نے داعیٔ توحید کو لبیک کہا۔ ان میں کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پنجۂ ظلم و ستم میں گرفتار ہونے کے باعث طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان مظلوم بندگانِ توحید کو ان کے ظالم مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہ نے اسی صدیقی جود و سخا کے ذریعہ نجات پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت کے بعد کفار کی ایذا رسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ و دعوت اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اس بے بسی کی زندگی میں جان، مال و زر، مشورہ غرض ہر حیثیت سے آپ کے دست بازو اور رنج و راحت میں شریک رہے۔ کفارِ مکہ جب کبھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دست درازی کرتے تو یہ مخلص جاں نثار خطرہ میں اپنی جان ڈال کر خود سینہ سپر ہو جاتا۔

ایک دفعہ آپؐ خانہ کعبہ میں تقریر فرما رہے تھے مشرکینِ مکہ اس تقریر سے سخت برہم ہوئے اور ظالموں نے اس قدر مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بڑھ کر کہا۔ خدا تم سے سمجھے! کیا تم صرف اس لئے ان کو قتل کرو گے کہ یہ ایک خدا کا نام لیتے ہیں۔

اسی طرح ایک روز آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی حالت میں عقبہ بن معیط نے اپنی چادر سے گلوئے مبارک میں پھندا ڈال دیا۔ اس وقت اتفاقاً حضرت ابو بکرؓ پہنچ گئے اور اس ناہنجار کی گردن پکڑ کر خیرالانامؐ سے علیحدہ کیا اور کہا۔

"کیا تم ان کو قتل کرو گے جو تمہارے پاس خدا کی نشانیاں لائے اور کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے۔"

کفار و مشرکین کا دستِ ستم دراز ہوتا چلا گیا تو آپؐ نے ہجرت کا قصد فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اشتیاق سے پوچھا:۔

"میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کیا آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہو گا؟"

ارشاد ہوا۔ "ہاں"

عرض کی "یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے ہمراہی کا شرف نصیب ہو گا"

فرمایا۔ "ہاں تم ساتھ چلو گے"۔

چنانچہ ہجرت کی ساعت آئی تو دنیا نے دیکھا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ پروانہ اپنے محبوبؐ کے ساتھ راہیٔ مدینہ تھا۔

آپؐ اس غار میں داخل ہوئے اور اپنے رفیق مونس کے زانو پر سر مبارک مشغول استراحت ہوئے۔ اتفاقاً غار کے ایک سوراخ سے جو بند ہونے سے رہ گیا تھا ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا لیکن اس خادم جاں نثار نے اپنے آقاؐ کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارا نہ کیا۔ خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس پر پاؤں رکھ دیا۔ سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا۔ درد کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن اس وفا شعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت تک نہ دی۔ مبادا آپ کے خوابِ راحت میں خلل پڑے۔ اتفاقاً آنسو کا ایک قطرہ ڈھلک کر آپؐ کے چہرۂ انور پر ٹپکا۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) بیدار ہوئے۔ اور اپنے مخلص غمگسار کو بے چین دیکھ کر فرمایا:۔

"ابو بکرؓ! کیا ہے؟"

عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں سانپ نے کاٹ لیا ہے"۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی وقت اس مقام پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ اس تریاق سے زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

۹ھ میں افواہ پھیلی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جنگی تیاریوں کے لئے صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ اس موقع پر بھی حضرت ابو بکرؓ کا امتیاز قائم رہا۔ آپ نے گھر کا تمام اثاثہ اور عمر بھر کا اندوختہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپؐ نے پوچھا۔ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟

عرض کی۔ "ان کے لئے اللہ اور اس کا رسولؐ ہے اور بس"۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جب معراج کا شرف حاصل ہوا تو ابوجہل نے انکار کا فتنہ کھڑا کیا۔ مگر جب صدیق اکبرؓ کے سامنے ابوجہل نے یہ واقعہ پیش کیا تو آپ نے بلا تامل اور پورے وثوق سے فرمایا:۔

"اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ فرماتے ہیں تو عین حق ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ بارگاہِ نبوّتؐ سے اسی وقت صدیقؓ کا خطاب ملا۔

غزوۂ بدر حق و باطل کا اوّل اور فیصلہ کن معرکہ تھا۔ خدا کا برگزیدہ پیغمبر اپنی محدود جماعت کے ساتھ حق و صداقت کی حمایت میں سرگرم کارزار تھا، وہی پیر مرد جس نے اپنے وعظ و پند سے عثمان بن عفانؓ، ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمان بن عوف جیسے اولوالعزم و اکابر صحابہ کو حلقہ بگوش اسلام بنا لیا تھا۔ نہایت جانبازی کے ساتھ تیغ بکف اپنے ہادی کی حفاظت میں مصروف تھا۔ کفار و مشرکین ہر طرف سے نرغہ کر کے آتے اور یہ ہر ایک کو اپنی خداداد شجاعت سے بھگا دیتا تھا۔ اس فیصلہ کن جنگ میں بھی حضرت ابو بکرؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری

سے غافل نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ردائے مبارک شانۂ اقدس سے گر گئی فوراً تڑپ کر آئے اور اٹھا کر شانہ مبارک پر رکھ دی۔ اور رجز پڑھتے ہوئے غنیم کی صف میں گھس گئے۔ درحقیقت یہی وہ وارفتگی، جوش اور حُبِّ رسولؐ کا جذبہ تھا جس نے قلت کو کثرت کے مقابلہ میں سربلند کیا۔

جنگِ بدر میں مالِ غنیمت کے علاوہ تقریباً ستر قیدی ہاتھ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ سب قتل کر دئے جائیں لیکن حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ سب اپنے ہی بھائی بند ہیں اس لئے ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اور فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دینا چاہیئے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند آئی۔ حفیظ شاہنامہ میں کہتے ہیں ؎

اٹھے صدیق اکبر عرض کی اے ہادیٔ دوراں
مِرے ماں باپ اللہ اور رسول اللہ پہ قرباں
حضور ان قیدیانِ جنگ پر احسان فرمائیں
کہ شاید بعض ان میں سے کبھی ایمان لے آئیں

سنہ ۱۰ھ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ ہمرکاب تھے۔ اس سفر سے واپس آنے کے بعد آپؐ نے ایک خطبہ دیا۔ اور فرمایا:۔

"خدا نے ایک بندہ کو دنیا اور عقبیٰ کے درمیان اختیار دیا تھا لیکن اس نے عقبیٰ کو دنیا پر ترجیح دی"۔ حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر رونے لگے۔ لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ یہ رونے کا کون سا موقع تھا۔ لیکن درحقیقت ان کی فراستِ دینی اس کنایہ تک پہنچ گئی اور وہ سمجھ گئے تھے کہ بندہ سے مراد خود ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ اس تقریر کے بعد آپؐ بیمار ہو گئے اور مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر اسی مرض میں آپؐ کا وصال ہوا۔

نبیٔ آخر الزّماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات مسلمانوں کے لئے تاریخ کا سب سے بڑا حادثہ تھا۔ تمام مسلمان اس کی وجہ سے اپنے ہوش و حواس پر قابو نہ رکھ سکے۔ حضرت عمرؓ جیسا کامل الایمان اور مضبوط انسان بھی پورے جوش اور وارفتگی کے ساتھ علی الاعلان یہ کہہ رہے تھے:۔

"جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کا ذکر زبان پر لائے گا اس کی گردن اڑا دوں گا"۔

اس وقت گو صحابہؓ میں صرف ابوبکرؓ ہی تھے جنہوں نے فاروق اعظمؓ کو شانہ سے پکڑ کر ہلایا اور فرمایا۔ خاموش رہو۔ اور یہ تقریر فرمائی:۔

"اگر لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے ہیں تو سمجھ لیں کہ وفات پا گئے اور اگر وہ خدائے واحد کی پرستش کرتے ہیں تو وہ یقیناً زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں"۔

یہ تقریر ایسی دلنشیں تھی کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا۔ حضرت صدیق کے اس برمحل اقدام اور صحیح جرأت نے امتِ مسلمہ کو تباہی سے بچا لیا۔

آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد نبوّت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا تھا۔ ایسے میں مسلمانوں کی سیاسی قیادت سے عہدہ برآ ہوتا اور انہیں اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنے کے لئے کسی ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو ملتِ اسلامیہ کے شیرازہ کو بکھرنے سے روک سکے۔ ایسا نازک وقت سر پر آن پڑا تھا کہ وہ مہاجرین اور انصار جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے باہم دست و گریباں ہونے لگے لیکن صدیق اکبرؓ نے ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے جس جرأت، وفاداری، صبر و استقامت اور بہادری کا ثبوت دیا وہ تاریخ کے صفحات میں غیر فانی اور سبق آموز یادگار رہے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانۂ خلافت بہت مختصر تھا۔ لیکن اس زمانے میں فتوحات کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو ایک طرف پھیلتا ہوا دیوارِ چین تک جا پہنچا۔ اور دوسری طرف اس نے بحر اوقیانوس کے قدم چومے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے جنہوں نے اسلامی جمہوریت کی داغ بیل ڈالی اور مجلس شوریٰ قائم کی۔ آپ نے ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کی اور آپ ہی کے عہدِ حکومت میں قرآن شریف کے متفرق اجزاء کو یکجا کیا گیا اور ایک سال کے مختصر عرصے میں صدیق اکبرؓ نے نظم مملکت درست کیا۔

بقیہ: صلحاء امت کے عملی کارنامے

شفاعت نصیب ہوگی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ مِنْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ص۱۹۰ ج ۲)

امیر المومنین حافظِ ملتِ اسلامیہ حضرت امیر عمر فاروق اعظمؓ کی پانچ نصیحتیں:۔

۱۔ زیادہ ہنسنے سے ہیبت باقی نہیں رہتی۔

۲۔ کثرت کے ساتھ باتیں کرنے اور لغو کلام کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ بیہودہ کلام کرنے سے حیا و شرم کم ہو جاتی ہے۔

۴۔ حیا و شرم کے گھٹنے سے تقویٰ و پرہیزگاری ختم ہو جاتی ہے۔

۵۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے کم ہونے سے ایمان بیمار ہو جاتا ہے۔ (ص۲۰۲ ج ۴)

حضرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ نصیحتیں:۔

فرمایا کہ جو آدمی ان نصیحتوں پر عمل کرے میں اس مومن اور مسلم کے لئے جنّت کا ضامن ہوں۔

۱۔ ہمیشہ سچ بولنے اور جھوٹ سے کنارہ کرے

۲۔ ہمیشہ وعدہ پورا کرے۔ وعدہ خلافی نہ کرے (اگر وعدہ شریعت کے خلاف ہے تو تو ایسا وعدہ پورا نہیں کرنا چاہیئے۔)

۳۔ اپنی نظر کو بے جا استعمال نہ کرے۔

۴۔ اپنے ہاتھ اور قلم سے کسی پر ظلم و ستم نہ کرے۔

۵۔ اپنی شرم گاہ کو ہر حالت میں محفوظ رکھے۔

۶۔ امانت میں خیانت نہ کرے ص۲۳۲ ج ۴)

نوٹ ملازمتوں میں لائق اور قابل امیدوار کو چھوڑ کر کسی مصلحت کے لئے نااہل کو مقرر کرنا، کسی دشمنِ دین کو ووٹ دے کر کامیاب کرنا بدترین خیانت ہے۔

حکومت کے لئے لمحۂ فکریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صلحاءِ اسلام اور اولیاء کرام کو ہاتھ اور قلم سے یا قانون کی آڑ میں ظلم و ستم کر کے بے جا تکلیف دیتا ہے وہ گویا کہ میرے ساتھ لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ قربِ الٰہی کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان بہت کثرت سے نوافل پڑھے اور بہت کثرت کے ساتھ تلاوت اور سخاوت کرے وہ عبادت کرنے میں میرا مقرب بن جاتا ہے سب اس کی دعائیں میری بارگاہ میں شرفِ قبولیت پاتی ہیں۔ (ص۲۴۶ ج ۴)

نوٹ اس حدیث کی روشنی میں عبادت اور نوافل کی کثرت سے قربِ خداوندی نصیب ہوتا ہے تو وہ فرقہ جو کہ تقلیلِ نوافل پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہے اس گروہ میں رہ کر قربِ الٰہی اور مرتبۂ ولایت حاصل کرنا ناممکن ہے۔

بقیہ: حجیت حدیث

سلف صالحین نے موضوع اور ضعیف حدیث کو صحیح احادیث سے الگ کر کے رکھ دیا ہے۔ بات کرنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی بنیادی چیزیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج حدیث پر عمل کرنے [illegible]

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

الانفال

میرے بھائیو، میرے بزرگو اور میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے آج پھر ہم پر احسان فرمایا کہ اللہ کی بات کو سننے اور سنانے کے لئے اکھٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ سورتِ انفال ہے اور اس کا تعلق اُس غزوے کے ساتھ ہے جسے غزوۂ بدر کہا گیا۔ یہ غزوہ مسلمانوں کا وہ پہلا معرکۃ الآراء غزوہ ہے جس میں مٹھی بھر مسلمانوں نے کفر کی پوری کایا پلٹ دی اور دنیا کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر انسان میں ایمان اور اللہ کی ذات پر اعتماد ہو تو بلا اسباب کے انسان کو وہ کامیابی عطا فرماتا ہے۔ سورتِ انفال میں آپ ملاحظہ فرمائیں (اگر ساری سورت پڑھنے کی توفیق ہو) ـــ تو اللہ تعالیٰ نے جا بجا مسلمانوں کو یہی تلقین فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، "مدد" اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، اللہ پر اعتماد کیا جائے اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صاف فرمایا۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ـــ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں یہ بھی حکم فرمایا۔ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ط کہ تم اپنے دشمنوں کے لئے، جن کو تم جانتے ہو، یا جن کو تم نہیں جانتے، دنیاوی ساز و سامان بس سے، میدانِ جنگ میں سے، اسلحہ میں سے، جتنی بھی تمہاری قوت ہو۔ تم اس کو اکٹھا کر لو۔ لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تمہارا اعتماد صرف میری ذات پر رہنا چاہیے۔ اگر مجھ پر اعتماد کرو گے تو میں تمہیں کامیابیوں سے سرفراز کروں گا۔

اسی سورتِ مقدسہ میں میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا یہ استہزاء بھی نقل فرمایا کہ منافق مدینہ منورہ میں یہ کہتے تھے۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ط منافق، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے (ممکن ہے یہ واؤ تفصیلیہ ہو) یعنی منافق وہی ہے جس کے دل میں روگ ہو ایمان کے خلاف۔ زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہو لیکن دل سے خداوند تعالیٰ کے ارشادات پر یقین کامل نہ رکھے، اُسے ہی منافق کہا جا سکتا ہے تو مدینہ منورہ میں وہ لوگ جو زبانی تو کلمہ پڑھتے تھے لیکن دل سے اسلام کے مخالف تھے۔ وہ یہ کہتے تھے۔ جسے کہ سورت انفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ط ان لوگوں کو دین نے بڑا مغرور کر دیا ہے۔ جب کوئی بات ہو تو کہتے ہیں اللہ کرے گا، اللہ نے چاہا تو ہو گا۔ بس یہ اللہ کو (نعوذ باللہ) نہیں چھوڑتے۔ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ۔ یہ لفظ غَرَّ۔ غَرَّ کا معنیٰ غرور کے معنوں میں بھی آتا ہے اور دھوکے کے معنے میں بھی آتا ہے۔ یہاں پر (جہاں تک میرا حقیر سا مطالعہ ہے) وہ غرور کے معنے میں ہے۔ وہ لوگ یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ یہ بے سرو سامان انسان، جن کے پاس نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو ہے۔ ابھی سال دو ہوتے مکّہ والوں نے نکالا، ہمارے ہاں آ گئے اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہم ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلا دیں گے۔ ہم اپنی جانوں کو لٹا دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو کر رہے گا اور ان کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں یہ سناتا ہے۔ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ لیکن ظاہری حال یہ ہے کہ پاس سے ہی کچھ نہیں۔ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ط ان کو ان کے دین نے مغرور بنا دیا ہے۔

لیکن قرآن نے جواب دیا وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔

تو اس سورت انفال میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے غزوۂ بدر کو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہوتے آنے والے مسلمانوں کو یہ سبق دیا، یہ تلقین فرمائی، یہ حکم دیا کہ تم اپنے ساز و سامان کے ساتھ اعتماد اللہ کی ذات پر رکھو۔ میرے بزرگو! یہی فرق ہوتا ہے مومن میں اور غیر مومن میں۔ مومن کا اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ غیر مومن کا اعتماد اسباب پر ہے۔ اتنی سی بات ہے۔ مومن اسباب بھی پیدا کرتا ہے۔ اپنی ساری دینی دنیاوی طاقتوں کو اکٹھا کرتا ہے اور غیر مومن بھی اسباب پیدا کرتا ہے۔ لیکن مومن کے سامنے جب کوئی وقت آ جاتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ میرا اعتماد اللہ کی ذات پر ہے مجھے نصرت اور فتح جو دینے والی ذات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور غیر مسلم، غیر مومن جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں، وہ اپنے اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ یہاں آ کر مسلمان اور غیر مسلمان کی راہیں متفرق ہو جاتی ہیں۔

تو سورۂ انفال کا تعلق غزوۂ بدر کے ساتھ ہے۔ اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اُس تمام کوشش کو بھی بیان فرمایا ہے، اعتماد کو بھی بیان فرمایا ہے، اُن کی حیثیت کو بھی بیان فرمایا ہے اور اپنی خصوصی نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کیں، اُن کو بھی بیان فرمایا ہے ـــ میں ساتھ ساتھ ترجمہ کرتا چلا جاؤں گا تاکہ اس تھوڑے سے وقت میں اللہ کرے کہ یہ پہلا رکوع پورا ہو جائے۔ ویسے تو قرآن کریم کے بیان کرنے کے لئے میرے بزرگو عمر نوحؑ بھی کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور پھر مجھ جیسا نا اہل انسان تو زیادہ تشریح کر بھی نہیں سکتا۔

ارشاد فرمایا۔ وَ اِذْ اور وہ وقت

یاد کرو۔ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ۔ جب کہ وعدہ کر رہا تھا تمہارے ساتھ اللہ تعالٰے۔ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ۔ اُن دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا۔ اَنَّھَا لَکُمْ۔ کہ یہ ایک گروہ تمہارے ہاتھ ضرور لگے گا۔

میں پچھلے درس میں تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مکہ کے کافروں نے، ابوسفیان وغیرہ جس وقت مسلمان نہیں ہوتے تھے ابو جہل نے، اُس نے یہ سکیم سوچی، یہ فیصلہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دی جائے اور ان کو مدینہ جاکر پنپنے نہ دیا جائے۔ ابھی یہ مدینہ منورہ پہنچے ہیں تو ابھی سے ان کے لئے کچھ ایسا ساز و سامان کر دیا جائے کہ ان کے حوصلے پست ہو جائیں۔ چنانچہ ابوسفیان شام گئے اور وہاں سے ایک ہزار اونٹوں کی قطار پر سامان جنگ اور دوسری ضروریاتِ زندگی لے کر آئے۔ مکہ مکرمہ تو وادِ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ ہے۔ وہاں تو کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں پیدا ہوتا، تو کھانے کا سامان، اپنے رہنے سہنے کا سامان اور سامان جنگ لے کر ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل جو قافلہ ہوگا میرے بزرگو! وہ کتنی بڑی چیز ہوگی اُس زمانے میں۔ مسلمانوں کو اس کا علم تھا کہ اس طرح ابوسفیان وہاں سے قافلہ لا رہا ہے۔ یہ قافلہ سیدھا مکہ مکرمہ چلا جائے گا اس لئے مسلمانوں نے ہمت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت یہ کوشش کی کہ مسلمان اس قافلے کو روکیں اور ایسی کوشش کریں کہ کافروں کے سامنے یہ سامان پہنچ ہی نہ سکے اور ان کے حوصلے ابھی سے پست ہو جائیں تاکہ وہ ہم پر آئندہ کے لئے حملے کی بات سوچ ہی نہ سکیں لیکن جیسا کہ پچھلے درس میں میں عرض کر چکا ہوں مکہ مکرمہ میں یہ اطلاع پہنچا دی گئی کہ مسلمان ہمارے قافلے کو لوٹنے کے لئے باہر نکلنے والے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے کافی تعداد میں مشرک اور کافر نہایت ہی غیظ و غضب میں اس بات کو لے کر پہنچے بدر کے میدان میں کہ ہم مسلمانوں کا آج سے صفایا کر دیں گے۔ اُن کو یہ پورا یقین تھا کہ آج ہماری فتح ہوگی اس لئے کہ مسلمانوں کے پاس تو کوئی ساز و سامان نہیں۔ البتہ بعض ایسے بھی تھے جن کو اس بات کا یقین تھا کہ آج ہماری شکست ہوگی فتح نہیں ہوگی۔ اور وہ یقین تھا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی بات پر۔

ضمناً میں یہ بھی عرض کر دوں۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ غزوۂ بدر سے کچھ پہلے عمرے کے لئے گیا تاکہ اللہ کے گھر کا طواف بھی کر لوں اور اپنے بال بچوں کی خبر گیری بھی کر لوں۔ تو جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو مجھے عُتبہ نے دیکھ کر کہا کہ تم یہاں کیسے پھر رہے ہو؟ تم ابھی تک ہم کو چھوڑتے نہیں؟ تم یہاں سے جا بھی چکے، ہمارے درمیان انتشار بھی تم نے پیدا کر دیا اور پھر تم ہم کو نہیں چھوڑتے؟ تو اس صحابی (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا کہ تو مجھ سے کیا کہہ رہا ہے؟ تو اپنی خبر منا، میں نے اپنے سچے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھوں مارا جائے گا، اور تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ بس یہ بات آئی گئی ہو گئی۔ وہ اپنے گھر چلا گیا، انہوں نے اپنا عمرہ کیا۔ واپس تشریف لے آئے۔ جب غزوۂ بدر کے متعلق اعلان ہوا تو عتبہ کو آگے رکھنا تھا کیونکہ وہ بہت بڑا لیڈر تھا قوم کا، وہ دارالندوہ میں میٹنگ ہونے کے بعد اپنے گھر گیا، جا کے بیوی بچوں سے کہا کہ میرا سامان تیار کرو، ہم جا رہے ہیں بدر کے میدان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لئے۔ تو بیوی نے کہا تجھے یاد نہیں؟ مَا قَالَ لَکَ اَخُوْکَ الْیَثْرِبِیُّ تجھے وہ بات بھول گئی جو تجھے مدینے والا بھائی کہتا تھا؟ — تجھے کافر، لیکن یقین تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات نکلتی ہے وہ صحیح ہوتی ہے۔ مانتے نہیں تھے لیکن یہ یقین تھا۔ اللہ تعالٰے مسلمانوں کو سمجھ نصیب فرمائے کہ مسلمان بھی کم از کم اتنا یقین تو رکھیں کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے جو فرمایا۔ وہ بالکل صحیح ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: پیغمبرؐ کا حسن سلوک

اسید الثقفیؓ قریش سے بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو قریش نے ان کو واپس لانے کے لئے دو آدمی حضورؐ کی خدمت میں بھیجے۔ آپؐ نے فوراً بصیرؓ کو ان کے حوالے کر دیا اور اُس کے اس کہنے پر کہ بڑی مشکل سے مجھے نجات ملی ہے آپؐ پھر مجھے ان کافروں کے حوالے کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ انّ اللہ جاعلٌ لک ولاخوانك فرجًا۔ جب یہ تینوں ذوالحلیفہ کے قریب پہنچے تو بصیرؓ نے ایک کو جان سے مار دیا دوسرا ڈر کر بھاگ نکلا۔ اسی دم مدینہ پہنچ کر بارگاہِ رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا تھا۔ یہ اللہ کا مجھ پر کرم ہے کہ مجھے ان سے نجات مل گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ مدینہ میں تمہیں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ شام کی طرف چلے گئے۔ چند روز ہی گذرے کہ قریش کے کچھ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم آپؐ کو اجازت دیتے ہیں کہ ہمارا جو آدمی مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس چلا آئے اسے آپؐ روک لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے مسلمانوں کی اس بڑی مصیبت کو دور کر دیا۔ اس طرح اور بے شمار واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار سے نہیں بلکہ کردار کی بلندی اور اخلاق کی پاکیزگی سے لوگوں کو حلقۂ بگوش اسلام کیا۔

بقیہ: سرکارِ دو عالم کی فقر پسندی اور سخاوت

راہِ خدا میں دے دیا حقیقتاً وہی بچا ہے وہی ہمیں آخرت میں ملے گا اور جو بچا ہوا نظر آ رہا ہے وہ تو اب ہم کھا لیں گے اور خرچ ہو جائے گا۔

غور فرمائیں۔ تعلیم و تربیت کا کیا نفیس انداز تھا۔ اور یہ کہ ہر وقت، ہر موقعہ پر آپ تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔

اللہ تعالٰے ہمیں اتباع سنت اور آپؐ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: مجلس ذکر

امروٹیؒ کا ایک خادم تھا اس پر کشف اس قدر غالب تھا کہ وہ بچارا بول و براز کے لیے جنگل میں جاتا تو اسے ایک ایک پتہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول نظر آتا تھا۔ تو وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا کہ میں تنگ آگیا ہوں سارے جنگل میں مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی جہاں نباتات ذکر میں مشغول نہ ہوں اور میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں اس حال میں ہوں اور آپ اللہ کی یاد میں ہوں، تھوڑی دیر کے لئے آپ زبان بند کریں، خاموش رہیں تاکہ میں اپنی حوائج سے فارغ ہو کر چلا جاؤں۔ غور فرمایئے اس حد تک، اس زمانے میں لوگ موجود تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حقیقت بین نگاہ عطا کر رکھی تھی۔ یہ اللہ والوں کی صحبت ہی کا تو نتیجہ ہے یہ نعمتیں ان لوگوں کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوتی ہیں جن کی نشست و برخاست کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ یہ تو ایک خادم کا حال تھا اور مخدوم کے کشف کے تو کیا ہی کہنے ہیں۔

حضرت امروٹیؒ کا کشف

گذشتہ جنگ عظیم میں جب ترک شکستوں پہ شکستیں کھا کے ختم ہوئے جا رہے تھے اور بظاہر یہی تھا کہ برطانیہ، فرانس وغیرہ اتحادی ترکیہ یورپ کے مردِ بیمار کے حصے بخرے کر لیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے تھے کہ حقیقتِ حال کیا ہے۔ حکیم اجمل خاں صاحب جن کی سالگرہ کے تذکرے آج کل اخباروں میں آ رہے ہیں وہ حضرت شیخ الہند کے مرید تھے، حافظ قرآن بڑے دیندار تھے، قوم کے بڑے خیر خواہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ انہیں بڑی عقیدت اور تعلق خاطر تھا۔ حضرتؒ نے ہمیں کئی دفعہ یہ قصہ سنایا کہ حضرت سندھیؒ کو جب حضرت شیخ الہندؒ نے نظارۃ المعارف القرآنیہ فتح پوری مسجد میں قرآن حکیم کی انقلابی تفسیر پڑھانے کے لئے دہلی بھیج دیا۔ اُس کلاس میں پانچ علی گڑھ یونیورسٹی کے گریجویٹ جن میں جناب قاضی ضیاءالدین صاحب، خواجہ عبدالحی فاروقی، شائق احمد صاحب عثمانی، جناب انیس احمد صاحب بی۔ اے، جناب مولانا مظہرالدین صاحب اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دریں اثنا امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو کابل جانے کا حکم ہو گیا۔ (پہلی جنگ عظیم کے دوران) تو وہ تشریف لے گئے۔ تو حکیم صاحب کو اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اُن کو شیخ الہندؒ نے سرپرست بنایا اور حضرت سندھیؒ کے قائم مقام قرار پائے۔ پھر انگریز گرفتار کر کے حضرتؒ کو لاہور لے آئے۔ اُس قدیم تعلق کی بنا پر جب بھی حکیم اجمل خاں کبھی لاہور سے گذرتے تو حضرتؒ کو تار دے کر سٹیشن پر بلا لیا کرتے تھے۔ حضرتؒ نے بتایا کہ ایک دفعہ حکیم صاحب مری جا رہے تھے تو مجھے تار دے کر انہوں نے سٹیشن پہ بُلوایا۔ بڑے غمگین اور پریشان حال تھے۔ کہنے لگے "کیا تُرک دنیا سے ختم ہو جائیں گے؟ کیا خلافت کا خاتمہ قیامت تک کے لئے ہے؟ کیا مسلمانوں کا عروج اب بالکل ناممکن ہو گیا ہے؟ یا ہر کمالے را زوال۔ اور پھر زوال کو کمال تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ط جو ہوتا رہتا ہے کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں، اگر وقتی زوال ہے تو پھر تو اور بات ہے، اور اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو پھر تو بڑی پریشانی کا باعث ہے۔" حضرتؒ فرمانے لگے کہ میرے شیخ جو ہیں حضرت امروٹیؒ وہ اس مسئلے کا انکشاف فرما سکتے ہیں۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ حکیم صاحب نے کہا آپ سندھ تشریف لے جائیے، میری طرف سے سلام و نیاز پیش کیجئے اور حضرت امروٹیؒ سے یہ میرا عقدہ حل کروایئے۔" تو حضرتؒ فرماتے ہیں میں امروٹ شریف گیا۔ حکیم صاحب نے مجھے بتلایا تھا کہ میں فلاں تاریخ کو پھر دہلی جاتے ہوئے لاہور سے گذروں گا۔ تو حضرتؒ فرمانے لگے میں نے حضرت امروٹیؒ کی خدمت میں جا کر بالکل اسی طرح عرض کیا، حضرت امروٹیؒ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اللہ نے (اس گنہ گار کو) وہ مسجد دکھائی ہے اللہ آپ کو بھی دکھائے۔ نیچے نہر جاری ہے اور اوپر مسجد بنی ہوئی ہے۔ انگریزوں نے شہید کرنے کی ہزار کوشش کی، شیخ زندہ تھے (حضرت امروٹیؒ) انہوں نے کہا مسجد یہیں رہے گی نہر چاہے کہیں چلی جائے۔ آخر بڑے طول طویل لڑائی جھگڑے کے بعد سمجھوتہ ہوا اور انگریزوں نے کہا مسجد اسی طرح قائم رہے گی نہر ہم نیچے سے گذار لیتے ہیں۔ حضرت امروٹیؒ نے اس کی اجازت دے دی۔ یہ اُس مردِ مومن کے ایمان کا اندازہ وہاں جا کے ہوتا ہے۔

اس گاؤں کی مسجد میں امروٹیؒ تشریف فرما تھے۔ اور حضرتؒ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو ایک منٹ کے لئے انہوں نے مراقبہ فرمایا اور سندھی زبان میں فرمایا "کہ اُن سے فرما دو بیٹا کہ ہمیں چار مہینوں کے اندر اندر انشاء اللہ ترک غالب آئیں گے اور اتحادیوں کی فوجیں ترکی سے نکل جائیں گے۔" حضرتؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات اتنے یقین اور وثوق کے ساتھ اس وقت کہنا، یہ اللہ کی دین ہی تھی۔ علم نجوم و افلاک کا بڑے سے بڑا ماہر بھی اتنے وثوق کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ تین چار مہینوں کے اندر یقیناً یہ کچھ ہو جائے گا۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ میں یقین و اطمینان کے ساتھ واپس آیا۔ حکیم صاحب سے حسب پروگرام ملاقات کی اور اُن کو جواب دیا۔ تو وہ خوش ہو گئے۔ اُن کا چہرہ تمتما اٹھا۔ تین مہینے اور غالباً نو دس دن گذرے تو رپوٹر کے حوالے سے دنیا بھر کے اخباروں میں خبر چھپی کہ ترکی میں مصطفےٰ کمال اور اس کے بہادر تُرک ساتھیوں نے جوابی انقلاب برپا کر دیا اور یونانی اور اتحادی افواج سے ایک خونریز جنگ لڑ کر کمالی ترکوں نے ترکیہ کی مقدس سرزمین سے نکال باہر کیا۔

حکیم صاحب نے حضرتؒ کو خط لکھا کہ جب آپ نے مجھے یہ جواب دیا تھا مجھے اس وقت سے چین کی نیند آ رہی تھی، میں مطمئن تھا لیکن اب جبکہ یہ واقعہ ایک حقیقت بن چکا ہے اور تاریخ بن چکا ہے، میں حیران ہوں کہ اس وقت تک ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں کہ اتنے یقین کے ساتھ تقدیر الٰہی کو پڑھ کر بتا سکیں۔!

ذرا خیال فرمایئے یہ بات اس وقت ہوتی تو آپ بھی حیران ہوتے۔ یہ اَب چونکہ ایک تاریخی حقیقت بن چکی ہے اور گذرا واقعہ ہے، چنداں اس کی اہمیت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن یہ فناہ فی ذات باری تعالیٰ ہونے پر خصوصی انعام اور کشف کی انتہا ہے، اللہ تعالیٰ یہی چیز اگر نبی کے واسطے سے ظاہر فرمادیں تو وہ اصطلاحاً وحی الٰہی بن جاتی ہے اور یہ چیز اولیائے کرام کے واسطے سے اظہار فرمائیں تو وہ کشف و کرامت کہلاتی ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ذکر اللہ سے تو رضائے الٰہی ہے رضوانٌ من اللہ اکبر۔ رضائے مولیٰ بر ہمہ اولیٰ۔ لیکن اللہ کے نام کی جو برکتیں اور عظمتیں دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں اُن کا کوئی شمار اور حساب نہیں۔ آخرت میں تو سرخرو ہوں گے ہی۔ اسی لئے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک

ہیں وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے پادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہیں - یہ حقیقت اور واقعہ ہے - یہی ایک موتی کیا کم ہے ! یہ چیزیں مقصود بالکل نہیں لیکن ضمناً اگر ہاتھ آ جائیں تو بُرا کیا ہے - ؟

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے، ان سے اخذِ فیض کرکے یہ موتی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین -

بقیہ : خطبۂ جمعہ

حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے -

محترم حضرات ! غور فرمایئے ، جس دین میں مخلوقِ خدا سے حسن سلوک کرنے اور محبت و رواداری کی یہ تعلیم ہو اور جس پیغامِ ہدایت نے آج سے ۱۴ سو سال پہلے ساری دنیا کی کایا پلٹ دی ہو آج اُسی دین کے پیروکار اور اسی پیغامِ ہدایت کے حامل باہم دست و گریبان کیوں ہیں اور اُن میں اخلاق و کردار کا فقدان کیوں ہے ؟ بات صرف اتنی ہے کہ ہمارے اسلاف کتاب و سنت کی تعلیمات کے حامل بھی تھے اور عامل بھی تھے - لیکن ہم اس تعلیم کے حامل تو ہیں عامل نہیں ہیں - یہی وجہ ہے کہ ہمارے اخلاق ، ہمارا کردار اور ہماری عادات ہمارے لئے رسوائی کا باعث ہیں -

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا عامل بنائے ، کتاب و سنت کی تعلیمات کے جواہر ریزوں کو اپنی عملی زندگیوں میں سمونے کی سعادت نصیب فرمائے - اور ہمارے اخلاق و کردار میں ہمارے اسلاف کا عکس نظر آنے لگے - آمین یا الٰہ العالمین !

بقیہ : شیخ التفسیرؒ کا دورۂ تفسیر

مجبور کیا کہ کچھ دن پھر ان کی خدمت میں گذار آؤں - اس کا یہ جواب سن کر دل ہی دل میں کہا ؎

میں بھی اس پر مر مٹا ناصح ! تو کیا بے جا کیا
اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم کے پہلے عشرہ میں امتحان اور امتحان کے بعد جلسۂ تقسیم اسناد رکھا گیا - جس کے انعقاد کا اعلان خدام الدین میں بھی کر دیا گیا تھا - چنانچہ اس جلسہ میں مفتیٔ پاکستان حضرت مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ جامعہ اشرفیہ لاہور ، شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج سید حامد میاں صاحب مدظلہٗ مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور ، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہٗ خطیب مسجد قلعہ گوجر سنگھ لاہور ، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مدظلہٗ خطیب جامع مسجد پٹولیاں لاہور اور حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ نے خطاب فرمایا -

۱۹ر جنوری کو نماز جمعہ کے بعد مولوی قاری ہمایوں کبیر صاحب (بنگالی) متعلم جامعہ مدنیہ لاہور اور دیگر قراء و حفاظ کرام کی تلاوتوں سے جلسہ تقسیم اسناد کا آغاز ہوا - بعد ازاں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے تقریر فرمائی - آپ نے فرمایا کہ آج کی یہ مبارک محفلِ تقسیم اسناد ہمارے دلوں میں حضرت شیخ التفسیرؒ کی یاد تازہ کرتی ہے - آپ کی ساری زندگی قرآن کی خدمت میں گذری - آپ کے اقوال و افعال ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہیں - اپنی تقریر کے دوران ایک مناسب موقعہ پر جب حضرت مجذوبؒ کے چند اشعار پڑھے تو حاضرین بہت محظوظ ہوئے - ان میں سے ایک شعر پیشِ خدمت ہے ؎

اُدھر تو در نہ کھولے گا اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں تیری کہیں میری

آخر میں آپ نے کامیاب طلبہ کو ہدیۂ تبریک پیش کرکے اپنے بیان کو ختم فرمایا -

آپ کے بعد حضرت مولانا اجمل صاحب کا بیان شروع ہوا - آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں قرآن ایسی دولت سے نوازا ، قرآن کی تعلیمات پر آگاہی اور اس کی تلاوت پر قدرت بخشی اور یہ شرف ہمیں ملائکہ کرام سے بھی ممتاز کرتا ہے - ملائکہ کو قرآن سننے کا بے حد شوق ہے اور وہ ایسی مجالس کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو -

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کی زندگیاں اس مقدس کتاب کی خدمت و اشاعت میں گذریں - یہ قرآن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا - آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پڑھایا ، سمجھایا اور پھر حضرات صحابہؓ کے واسطے سے یہ لاثانی کتاب باقی دنیا نے پڑھی اور سمجھی - قرآن کی تعلیمات کو آگے پھیلا کر صحابہ کرام نے دنیا پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے -

اور اس طرح پندرہ منٹ آپ نے صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے - اپنے بیان کے اختتام پر مولانا نے شرکاءِ دورۂ تفسیر کو مبارکباد دی - اور انہیں اس بات کی تاکید کی کہ جہاں تک ہو سکے قرآن کی تعلیم کو عام کریں - اس کے احکام پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے رہیں -

آپ کی تقریر دلپذیر کے بعد عصر کی اذان کہی گئی اور حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے نمازِ عصر پڑھائی - نماز کے فوراً بعد حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ کا دلنشین بیان شروع ہوا - اور آپ نے علم و عرفان کے موتی بکھیرے -

حضرت قاضی صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نے خطاب فرمایا - آپ نے اپنے بیان میں اس بات پر زور دیا کہ مسلمان اپنے بچوں کو دینی مدارس میں بھیج کر انہیں دینی تعلیم سے روشناس کرائیں - ورنہ قیامت کے دن جب اس بارہ میں سوال ہوگا تو کوئی جواب نہیں بن پڑے گا اور وہ قہر الٰہی کی لپیٹ میں آ جائیں گے - مغرب کے قریب آپ نے دعائیہ کلمات پر اپنے ارشادات ختم فرمائے اور پھر کامیابی سے ہمکنار ہونے والے خوش نصیبوں کو بنفسِ نفیس سندات تقسیم فرمائیں کامیاب ہونے والوں میں اکثر حضرات نے ساٹھ اور اسی کے درمیان نمبر حاصل کئے - ان چار حضرات نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے :-

۱- مولوی عبدالرحمٰن صاحب ولد جناب حاجی محمد امین صاحب ملتان - (حاصل کردہ نمبر ۱۰۰)

۲- مولوی فضل الٰہی صاحب ولد جناب تاج محمد صاحب سرگودھا (حاصل کردہ نمبر ۱۰۰)

۳- مولوی رشید احمد صاحب ولد جناب فتح محمد صاحب لائل پور (حاصل کردہ نمبر ۹۹)

۴- مولوی عبدالشکور صاحب ولد جناب غلام محمد صاحب ماموں کانجن (حاصل کردہ نمبر ۹۸)

تمام کامیاب طلباء کو سندات کے ساتھ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہٗ کی طرف سے عطا کردہ کتابیں بھی بطور انعام دی گئیں - تقسیم سندات و انعامات کے بعد یہ بابرکت اور روح پرور محفل دعا پر ختم ہوئی -

---

راولپنڈی میں اردو میں دورۂ حدیث کی واحد درس گاہ

(دارالعلوم عثمانیہ)

دارالعلوم عثمانیہ محلہ درکشاپی ، راولپنڈی شہر کی مشہور اور مثالی دینی درس گاہ ہے - جس میں مغربی و مشرقی پاکستان کے علاوہ آزاد کشمیر ، گلگت ، قابل اور برما وغیرہ کے دور دراز علاقوں سے ہر سال بے شمار تشنگانِ علوم دینی پیاس بجھانے کے لئے جمع ہوتے ہیں - دارالعلوم میں شعبہ حفظ اور تجوید کے علاوہ وفاق المدارس عربیہ پاکستان کے مجوزہ نصاب کے مطابق درسِ نظامیہ کی تعلیم کا نہایت عمدہ انتظام ہے - بالخصوص دورۂ حدیث کے لئے ، ملک کے ممتاز اور جید علماء کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں - دورہ حدیث کے طلباء کے لئے داخلہ جاری ہے - شائقین حسبِ ذیل پتہ پر بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کریں - (مولانا قاری) محمد امین صاحب ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم عثمانیہ محلہ درکشاپی راولپنڈی شہر) -

---

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں -

پاس شدہ تجاویز بر موقعہ آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

۱۱، ۱۲، ۱۳ شوال ۸۷ھ مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴ر جنوری ۶۸ء

۱- آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کا یہ اجلاس مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے انگلستان میں تبلیغ اسلام و تردید باطل کے لئے تشریف لے جانے کو بنظرِ استحسان دیکھتا ہے اور حضرت موصوف کی مساعی جمیلہ پر انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ تبلیغ اسلام کی توفیق عطا فرمائے اور شرف قبولیت بخشیں ــ

۲- فجی آئی لینڈ کے مسلمانوں نے پاکستانی ہائی کمشنر مقیم آسٹریلیا کی وساطت سے حکومت پاکستان سے استدعا کی ہے کہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغین کو تبلیغ اسلام کے لئے جزائر فجی میں آنے کی اجازت دے ۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمان جزائر فجی کی اس درخواست کو قبول فرما کر شکریہ کا موقع دے ــ

۳- آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت پاکستان کی اس پالیسی کے خلاف ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے ۔ جس کی رو سے کئی لاکھ روپے کا زر مبادلہ مرزائی جماعتوں کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے نام پر دیا جاتا ہے ــ مرزائی حکومت کی اس فیاضی کو بیرونی ممالک میں مسلمانوں کو مرتد کرنے پر خرچ کرتے ہیں ۔ دنیاء اسلام مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیتی ہے ۔ مصر، شام، عراق، حجاز، جنوبی افریقہ اور دیگر اسلامی ممالک مرزائیوں کی سرگرمیوں کے خلاف نفرت کا اظہار کر چکے ہیں اس لئے یہ اجلاس درخواست کرتا ہے کہ آئندہ زر مبادلہ کی کوئی رقم مرزائیوں کو نہ دیتے ہوئے اسلامی ممالک میں اچھی فضا قائم کرے ۔

۴- آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام کے اوقاف کی طرح جلد از جلد مرزائی اوقاف کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے کر انصاف کا تقاضا پورا کرے ۔ اس معاملہ میں حکومت کا تساہل اور چشم پوشی گوناگوں شکوک پیدا کر رہی ہے ــ

۵- آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس یقین رکھتا ہے کہ مرزائی جماعت پاکستان کی وفادار نہیں ــ یہ جماعت پاکستان میں مرزائی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے ۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ایسا مواد مہیا کر سکتی ہے ــ

۶- یہ اجلاس مسٹر این ۔ اے فاروقی کی بحیثیت چیف الیکشن کمشنر کی تقرری کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے ــ فاروقی صاحب کا ماضی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ ملازمت محض مرزائیت کی نشر و اشاعت کے لئے کرتے رہے ہیں ۔ اس لئے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ انہیں ایسی عوامی اور اہم اسامی سے علیحدہ کر کے اہل اسلام کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو دور کرے ــ

۷- یہ اجلاس مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی جارحانہ کارروائیوں کے پیش نظر اہل اسلام کے دیرینہ مطالبہ کو دہرانا ضروری سمجھتا ہے کہ مرزائی بوجہ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے کے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے علیحدہ ہیں اس لئے حکومت قانونی طور پر انہیں علیحدہ "اقلیت" قرار دے ــ

۸- یہ اجلاس مختلف مکاتب فکر کے درمیان اختلاف کی موجودہ فضا کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور تمام فرقوں کے رہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت کے لئے مشترکہ لائحہ عمل تجویز کرنے میں اشتراکِ عمل کی راہ اختیار کریں ــ

نشری تقریر

جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ مورخہ ۲۳ر فروری بروز جمعہ پونے چھ بجے ریڈیو پاکستان لاہور پروگرام جمہور دی آواز "میں حلال کمائی" کے عنوان پر تقریر فرمائیں گے ۔ (حاجی بشیر احمد)

رائے گرامی

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری خلیفہ مجاز ولی کامل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ مدرسہ اسلامیہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان کے موقع پر تشریف لائے اور درج ذیل الفاظ مدرسہ کی کتاب معائنہ میں تحریر فرمائے ــ

چونڈہ موم کا یہ مدرسہ تعلیم الاسلام اپنے ماحول کے لحاظ سے نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے اس کے گرد و نواح میں تقریباً پندرہ میل کے علاقہ میں کوئی دینی درس گاہ نہیں ۔ اس وسیع رقبہ میں سینکڑوں بستیاں ہیں لیکن کہیں بھی دینی تعلیم کا انتظام نہیں ۔ اتنی لمبی تاریکی میں یہی ایک مدرسہ ہے جو بفضلہ تعالیٰ بہترین طریقہ سے کام کر رہا ہے ۔ مدرسہ کے مہتمم جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب انتہائی محنت اور اعلیٰ اخلاص کے ساتھ کام کر رہے ہیں ۔ معلمین مدرسہ کی محنت قابل داد ہے ۔ اس مدرسہ کی مالی حالت بہتر ہو جائے تو اپنے ماحول کے لئے اعلیٰ ترین درس گاہ بن سکتی ہے ۔ اصحاب خیر توجہ فرمائیں تو یقیناً بہترین اعلیٰ ترین مدرسہ بن سکتا ہے ــ

اللہ تعالیٰ اراکین اور معاونین کو سعادتِ دارین رحمت فرمائے ۔ دس برس سے مدرسہ جاری ہے ۔ اسی عرصہ میں سترہ لڑکے تین لڑکیاں قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں ۔ بشیر احمد نقشبندی قادری خطیب جامع پسرور ــ

(نوٹ) مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں نہ کوئی مستقل ذریعہ آمدن ہے ۔ مقامی طلباء کے علاوہ بیرونی طلباء بھی پڑھتے ہیں جن کے جملہ اخراجات بذمہ مدرسہ ہیں ۔ طلباء اور طالبات کی تعداد ۱۲۵ ہے ۔ امداد فرما کر مشکور فرمائیں ترسیل زر کا پتہ:

حافظ عبدالرحمان مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام چونڈہ موم ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ ــ

مدرسہ نجم المدارس کلاچی میں

جمعیۃ الطلبہ کا قیام

"مدنی دارالعلوم" عربی مدارس کی وہ وسیع ترین جھیل ہے جس سے بہت جلد ہی سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ٹھاٹھیں مارتی ہوئی نہریں نکلیں جن سے کفر و شرک کا یہ بنجر آباد یکدم باغ ارم بن گیا اور زمین کا چپہ چپہ قال اللہ و قال الرسولؐ کی نغمہ سرائی سے گونج اٹھا ۔ دور نبوت کے کچھ ہی بعد یہ سلسلہ اس طرح وسیع ہوا کہ تاریخ کا بیان ہے ۔

شیخ ابو حامد اسفرائینی کی مجلس میں تین سو سے زائد فقہاء اور سات سو سے زیادہ طالب علم صرف فقہ پڑھنے والے حاضر ہوتے تھے ۔ امام بخاریؒ نے بصرہ کی جامع مسجد میں جب املاء کی مجلس منعقد کی تو عام لوگوں کے علاوہ ایک ہزار کے قریب محدثین، فقہاء اور علماء شامل تھے ۔ عاصم ابن علیؒ نے بغداد کے ایک میدان میں حدیثیں لکھوانے کی مجلس قائم کی تو ایک لاکھ سے زیادہ اجتماع ہوا ۔ مدنی دارالعلوم کی یہ فیاضیاں کفر و شرک کو کب گوارا ہو سکتی تھیں ۔ اہل باطل نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ان کی تمام مساعی سیئہ کے باوجود نورِ خدا چمکتا رہا اور مدنی دارالعلوم سے نکلی ہوئی نہریں اپنی پوری فیاضیوں کے ساتھ جاری رہیں ۔ آٹھویں صدی ہجری میں سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدارس تھے اور سلطان کے زیر نگرانی ایک ہزار کنیزیں حافظہ تھیں ــ

سلطان اورنگ زیب کے زمانہ میں سندھ کے ایک شہر ٹھٹھہ میں چار سو مدرسے قائم تھے ۔ دین کی یہ امانت سنگین حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے امام الطائفہ سیدنا شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک پہنچی ۔ اُن سے حجۃ الاسلام نانوتویؒ کی طرف منتقل ہوئی ۔ دارالعلوم دیوبند اس امانت کا وہ خزانہ ہے جس پر مسلمانانِ عالم کو بجا طور پر فخر ہے ۔ اور دیوبند کی مردم خیز زمین نے قافلۂ اسلام کے جن شہسواروں کو جنم دیا ۔ الحاد و زندقہ کے مقابلہ میں جو لشکر جرار تیار کیا علمی اور ادبی دنیا میں جس زریں باب کا اضافہ کیا اپنے خوشہ چینیوں میں جو فقیہ، مفتی، قاضی، عارف، غازی، محدث اور مفسر پیدا کئے تاریخ کا دامن ایسی مثال سے خالی ہے ۔ اسی چشمہ شیریں کی ایک چھوٹی سوتی یادگار فرزندان دیوبند کے حلقوں میں مدرسہ نجم المدارس کلاچی کے نام سے شہرت پذیر ہے ۔ جو عرصہ بیس سال سے جمعیۃ علماء اسلام کے روح رواں پاکستان کے جری لیڈر، شیخ التفسیر والحدیث مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کی سرپرستی میں دو صد طلباء کا اخلاقی، روحانی، علمی اور ادبی انتظام کئے ہوئے روز افزوں ترقی کر رہا ہے ــ

حلقہ احباب میں یہ خبر جانفزا ہوگی اور علاقہ کے ہم عصر مدارس کے لئے قابل تقلید کہ امسال طلبہ میں جماعتی نظم و نسق اور باہمی ارتباط و اختلاط کے جذبہ کو بیدار کرنے کے لئے بزم ادب جمعیۃ الطلبہ کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ جس کا اجتماع بشب جمعہ ہوا کرے گا اور تحقیقی مسائل پر بحث و تمحیص ہوگی ۔ دو پارٹیاں تشکیل دی گئیں ــ نقشۂ انتخاب درج ذیل ہے ۔ سرپرست: حضرت الاستاذ شیخ الحدیث قاضی صاحب مدظلہ ۔ جمعیۃ الطلبہ نمبر ۱ ۔ امیر حافظ سراج الدین درجہ سابعہ ۔ ناظم مولوی محمد اجمل خان درجہ رابعہ ۔ بزم ادب جمعیۃ الطلبہ نمبر ۲ ۔ امیر حافظ عبدالحلیم کلاچوی درجہ سادسہ ۔ ناظم حافظ عبدالقیوم ڈیرہ دی درجہ رابعہ ۔ ناظم نشر و اشاعت مولوی رحمت اللہ راشد کلاچوی درجہ سادسہ ــ

بقیہ : نیک اعمال

سے گر کر مر جائے یا بستر پر مرے۔ ہر حالت میں جنت میں جانے کا مستحق ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنّت میں جانے کے بعد کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں آنے کو جی نہیں چاہے گا مگر شہادت کی لذّت ایسی ہے کہ شہید کو جنّت میں جا کر پھر یہ خواہش پیدا ہو گی کہ اس کو پھر دنیا میں بھیجا جائے۔ تاکہ وہ اللہ کے راستے میں دو بار سہ بار بلکہ دس بار شہید ہو۔

آپؐ نے فرمایا۔ قیامت میں جب اہلِ محشر حساب کتاب کی مصیبت میں مبتلا ہوں تو لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ تلواریں کندھوں پر رکھے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے گا۔ ان لوگوں کے زخموں سے خون بہتا ہوگا اہلِ محشر پوچھیں گے تو انہیں بتا دیا جائے گا۔ یہ لوگ شہید ہیں یہ موت کے بعد زندہ تھے اور انہیں رزق دیا جاتا تھا۔ (باقی آئندہ)

مدرسہ جامعہ اسلامیہ حاجی پورہ سیالکوٹ کے بارے میں

مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر کی رائے

مدرسہ جامعہ اسلامیہ حاجی پورہ سیالکوٹ میں مولانا قاری عطاءاللہ صاحب بغدادی سلمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ مہتمم مدرسہ مولانا سید مہدی حسن شاہ صاحب زید مجدہٗ کو سادگی و اخلاص اور تواضع کا پیکر اور انتھک خادم دین پایا۔ مدرسہ کا انتظام و انصرام اور شاہ صاحب کی طلباء سے شفقت و محبت کو دیکھ کر جی باغ باغ ہو گیا۔ مدرسہ میں اساتذہ و تلامذہ کی دین سے والہانہ محبت اور اخلاق و کردار نے اس عاجز کو بے حد متاثر کیا اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور اس کے منتظمین و معاونین کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

مدرسہ میں ۱۵، ۲۰ مسافر طلباء اور کافی تعداد میں مقامی طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ لیکن اُن کے لئے جگہ ناکافی ہے۔ اور مدرسہ کی کفالت کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں ہے۔ میری اربابِ خیر و ثروت سے درخواست ہے کہ وہ مدرسہ کی دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح اعانت فرما کر عنداللہ و عندالنّاس ماجور ہوں۔

اعلان

ایک کتابچہ "شمعِ ہدایت" از مولانا عبدالجلیل سواتی جس میں بنیادی اسلامی مسائل نہایت مؤثر انداز میں پیش کئے گئے ہیں ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر حسب ذیل پتہ سے مفت طلب فرمائیں:۔ ٹائفون لمیٹڈ نزد پرانا حاجی کیمپ کراچی ۱

ضرورت ہے

ہفت روزہ خدام الدین کی تقسیم کے لئے دیانتدار اور مخلص ایجنٹوں کی حسب ذیل مقامات کے لئے ضرورت ہے

بقہ۔ عبدالحکیم۔ نورپور نورنگہ، عیسیٰ خیل، جنڈ، بسال، فتح جنگ، مندرہ، ڈھڈیال، ڈینہ، گجرات، رائے ونڈ، کوٹ رادھاکشن، پنڈی، چونیاں، کچا کھوہ، بھائی پھیرو۔

خواہش مند حضرات سرکولیشن مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور سے رجوع فرمائیں۔ (سرکولیشن مینجر)

دعائے صحت

محترم حضرت قاری سراج احمد صاحب مدظلہٗ ناظم اعلیٰ دارالعلوم الاسلامیہ چرچ روڈ پرانی انارکلی لاہور کئی دنوں صاحبِ فراش رہنے کے بعد قدرے صحتیاب ہوئے تھے کہ انہیں ناگہانی حادثہ پیش آگیا اور وہ اس میں زخمی ہو گئے۔ اب بحمداللہ تعالیٰ روبصحت ہیں۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحب ایڈیٹر "لولاک" لائل پور کا گرامی نامہ موصول ہوا ہے جس میں موصوف نے اپنی صحت کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ صحتیاب ہو رہے ہیں۔ ادارہ خدام الدین دست بدعا ہے کہ چمنستان بخاریؒ کا یہ پھول ہمیشہ پھلا پھولا اور مہکتا رہے۔ قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ مولانا کی صحت کاملہ کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

انجمن اصلاح المسلمین پنڈی بھٹیاں کا
۳۴ واں سالانہ اجلاس

مورخہ ۲۲، ۲۳ مارچ بروز جمعہ ہفتہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا دوست محمد قریشی، مولانا عبدالشکور دین پوری مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور و دیگر علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔ انجمن کے افتتاحی اجلاس کی صدارت صوبائی وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ صاحب کریں گے۔

ضرورتِ رشتہ

علماء خاندان سے تعلق رکھنے والے پچیس سالہ نوجوان (کنوارے) کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ وہ ملازم ہیں۔ ۳۱۵ روپے ماہوار تنخواہ۔ صاحب جائداد ہیں۔ لڑکی دیندار صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو۔ خط و کتابت کرنے کا پتہ۔ ماسٹر لال دین۔ سوہدرہ

بچوں کا صفحہ

نیک اعمال

محمد سلیم ضیاء۔ لاہور

(۲)

۵۔ رمضان المبارک کا احترام اور روزہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انسان کا ہر عمل اس کا اپنا ہوتا ہے لیکن روزہ میرا ہوتا ہے اس کا بدلہ میں دوں گا۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ فحش باتوں سے بچتا رہے۔ اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے یا روزہ دار کو گالی دے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (تیری گالی کا جواب نہ دوں گا)

ایک صحابی ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی بہترین عمل بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا روزہ رکھا کر۔ اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک موقع پر فرمایا۔ جس نے روزے کو فرض سمجھ کر رکھا اور اس امید سے کہ ثواب ملے گا وہ بخشا گیا۔

سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انتیسویں شعبان کو خطبہ پڑھا جس میں کھلم کھلا یہ بتا دیا۔ لوگو! ایک بہت با برکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جس نے اس مہینے میں کوئی بھی نفلی عبادت کی اس کا ثواب مانند فرض کے ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

۶۔ زیارتِ خانہ کعبہ (حج)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ خدا تعالیٰ حجاج کے لئے ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طواف بھی مانند نماز کے ہے۔ اگر طواف میں تم کوئی بات کہو تو خیر کی کہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ جس نے کعبہ کا پچاس بار طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا۔ جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا۔ حج سے فارغ ہو کر جب توُ سر منڈوائے گا تو تجھ کو ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی عطا ہوگی۔ اور تیرا ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا۔

۷۔ اللہ کی راہ میں جہاد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ پوچھا۔ اس عمل کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ کون سا شخص افضل ہے آپ نے فرمایا۔ وہ جو اللہ کے راستے میں جان و عمل سے جہاد کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گوشہ نشین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ گوشہ نشینی کو ترک کر دو۔ ایک شخص کا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر میں ستر سال تک عبادت کرے کیا تم کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ تمہاری مغفرت فرما دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے۔ جو شخص اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر بھی جہاد کرتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس شخص کو صرف اللہ تعالےٰ پر ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی نے میدان جہاد میں جانے کے لئے مجبور کیا۔ تو یہ شخص اللہ تعالےٰ کی ضمانت میں ہے۔ اگر مر جائے گا تو اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اگر زندہ واپس ہوگا تو اجر یا غنیمت لے کر واپس ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ شہید قیامت میں اپنے زخموں کی اصلی حالت اور ہیئت پر آئے گا۔ زخموں کے خون کی رنگت تو سرخ ہوگی لیکن اس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔ خدا کی قسم، میری خواہش ہے کہ میں خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جہاد کے ارادے سے جو شخص گھر سے نکلا۔ وہ خواہ کفار کی تلوار سے قتل کیا گیا ہو یا اونٹ اور گھوڑے سے گر کر مر گیا ہو یا اس کے بستر پر ہی اس کو موت آگئی وہ ہر حالت میں شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے

آپؐ نے فرمایا۔ جو پاؤں خدا کے راستے میں گرد آلود ہوتے ان کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی (یعنی چھو نہیں سکتی)

۸۔ ملک و ملت کی خاطر کافروں سے لڑنا

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ کے دین کو بچانے کے لئے کافروں سے لڑنے والے مجاہد کے زخم قیامت میں نور سے چمکتے ہوں گے۔ مجاہد کے زخموں کا رنگ زعفران کا سا ہوگا۔ اس کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔ جس کے سبب مجاہد کو میدانِ حشر میں آسانی سے پہچانا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان انسان کو جہاد سے روکتا ہے اور کہتا ہے توُ جہاد میں گیا تو مارا جائے گا۔ ناحق تیری جان جائے گی، مال تقسیم ہو کر دوسروں کے پاس چلا جائے گا۔ جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شیطان کے بہکانے میں نہیں آتا اللہ تعالےٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرنے کا ضامن ہے وہ شخص خواہ کسی طرح مرے پانی میں غرق ہو جائے، گھوڑے

(باقی صلا پر)

١٧ فروری

٢٠

ٹیلیفون ٦٧٥٤٥

رجسٹرڈ ایل ۔ نمبر ٦٠٤٧

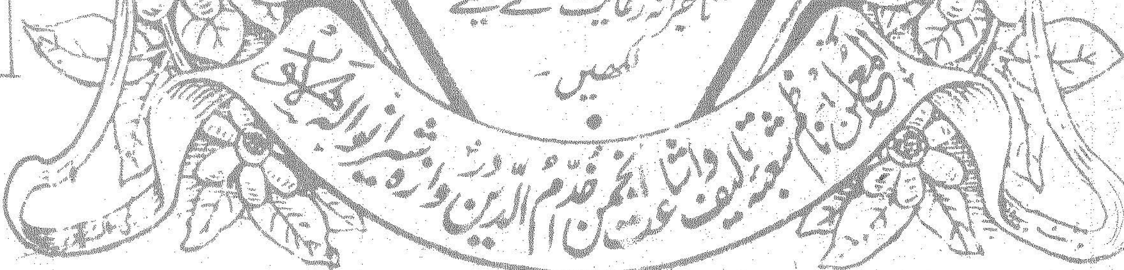
The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

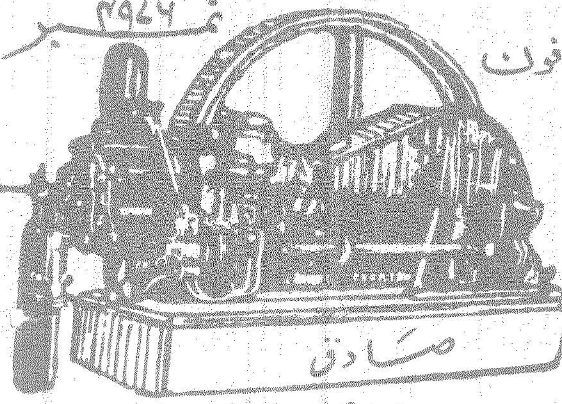
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (١) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/١٦٣٢١ مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء (٢) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ٢٣٦-١٤٨١ مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء (٣) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD٩-٢-٦٧٤٩/٣٩ مورخہ ٢٤ اگست ١٩٦٤ء (٤) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM٢/٤٠-١٥٣١٠ مورخہ ١٣ مارچ ١٩٦٧ء







فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا